القول الأمين فی الجہر بالتأمین

نماز میں اونچی آواز سے آمین کہنا

تالیف

محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ

المدیر العام امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی سیالکوٹ

مترجم

حافظ عبدالرزاق اظہر

مدرس امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی سیالکوٹ

دار الخلود

القول الأمین فی الجھر بالتأمین

نماز میں اونچی آواز سے آمین کہنا

تالیف

محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مدیر مکتبۃ العلوم الشرعیہ، امام بخاری یونیورسٹی، سیالکوٹ

مترجم

حافظ عبدالرزاق اظہر

مدرس امام بخاری یونیورسٹی، سیالکوٹ

ناشر

دارالخلود لائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0333-8257302

نام کتاب .... القول الأمین فی الجہر بالتأمین

نماز میں اونچی آواز سے آمین کہنا

مؤلف .... محمد مظفر الشیر ازی

مترجم .... حافظ عبدالرزاق اظہر

طبع اول .... اگست 2012ء

کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... سعد گرافکس 0321-4162260

ناشر

دار الخلود لائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0333-8257302

فہرست مضامین

دوسری مبحث

دوسری فصل

پہلی مبحث

دوسری مبحث

تیسری مبحث

چوتھی مبحث

تیسری فصل

پہلی مبحث

دوسری مبحث

............*

عرضِ مترجم وناشر

ان الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾﴾۔[1]

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾۔[2]

دین اسلام ایک مکمل وکامل ضابطہ حیات اور دستور وقانون ہے، جو انسانیت کی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ہر طرح کی خیرات اور بھلائیوں کو جمع کر رکھا ہے اور دین اسلام کا کوئی ضابطہ ایسا نہیں جو بندوں کے لیے حکمتوں، بھلائیوں اور خیرات سے خالی ہو اور تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں کہ جس نے بھی اسلام کے ان ابدی قوانین سے پہلو تہی اختیار کی یا ان کی مخالفت کے درپے ہوا، تو دنیا والوں نے پھر ایسے شخص کو ذلت ورسوائی کے گہر گڑھوں میں گرتے ہوئے دیکھا ہے اور پھر ان ضابطوں کی حفاظت کی مکمل ذمہ داری بھی اللہ رب العزت کی ذات گرامی نے خود ہی اٹھائی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا:

---

[1] سورۃ التوبۃ:31، 32

[2] سورۃ المائدۃ:3

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩﴾ [1]

''ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اور جیسے قرآنِ کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی نے قبول کی ہے، اسی طرح اس قرآن کی حقیقی اور مستند شرح اور تفسیر جو نبی کائنات جناب محمد ﷺ کی زبان نبوت سے صادر ہونے والے صاف، شفاف کلمات جن کو حدیث نبوی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کی حفاظت کی ذمہ داری بھی عرشِ معلیٰ والے رب نے اٹھائی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝١٧ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝١٩﴾ [2]

''(اے نبی اکرم ﷺ!) آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے میں اپنی زبان کو حرکت نہ دیں، اس کا جمع کرنا اور آپ کی زبان سے پڑھنا ہماری ذمہ داری ہے، ہم اسے پڑھ لیں تو آپ اسے پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔''

ان آیات بینات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نبی کائنات ﷺ کی حدیث کی حفاظت مسلمہ ہے، تاریخ گواہ ہے کہ ابتدائی ایام سے لے کر آج تک حدیث رسول ﷺ کے خلاف سازشیں کرنے والے اور ہرزہ سرائی کرنے والوں نے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں اور بڑی بڑی دسیسہ کاریوں سے کام لیا ہے، لیکن مالک کائنات کی عظمت پر قربان جائیں، جس نے اس کے دفاع اور چوکیداری کے لیے اپنے بہت سے نامور

---

[1] سورۃ الحجر: 9

[2] سورۃ القیامۃ: 16تا19

بندوں سے کام لیا ہے، جن کی فہرست کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے، جب بھی انکارِ حدیث کا فتنہ اٹھا تو اس وقت اس کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالیٰ نے امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کام لیا، امام مسلم، ابوداود، ترمذی ونسائی، احمد بن حنبل، امام مالک وشافعی جیسے بڑے بڑے عظیم شان جرنیل فنِ حدیث میدان عمل میں اترے اور حدیث رسول ﷺ کی پاسداری، چوکیداری، نگہداشت اور نگہبانی میں ایسا کردار ادا کیا کہ تاریخ اسلام ان کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکے گی، اللہ جہاں پر تیرے پیغمبر کی حدیث کے متوالے لیٹے ہیں ان کے مدفنوں اور مرقدوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما، آمین۔

زیر نظر کتاب ''القول الامین فی الجہر بالتامین'' فضیلۃ الشیخ استاذی مکرم محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ کی تالیف لطیف جو انھوں نے مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے آخری سال بطور مقالہ اور بحث پیش کی تھی کا اردو ترجمہ ہے۔

یہ کتاب بھی خدمت حدیث رسول ﷺ جیسے عظیم سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

بدقسمتی سے کچھ لوگوں نے تو قسم اٹھا رکھی ہے کہ ہم نے ہر صورت حدیث رسول ﷺ کی مخالفت کرنی ہے، وہ مخالفت کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔

نماز اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے اور عبادات میں سے ایک بڑی ہی اہم عبادت ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

"اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی اس کے پہلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

اب حق تو یہ بنتا ہے کہ نبی کائنات ﷺ کا فرمان سن لینے کے بعد انسان اسی وقت تسلیم سرخم کرے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو جائے۔

لیکن احناف نے جہاں پر اور بڑی ساری روایات صحیحہ کا انکار کر کے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے، وہاں پر انھوں نے الجہر بالتأمین یعنی بلند آواز سے آمین کہنے کی جتنی روایات ہیں ان کا بھی انکار کر ڈالا۔

تو شیخ محترم حفظہ اللہ نے اس کتاب میں الجہر بالتأمین کے متعلقہ جتنی روایات ان کو میسر آسکیں ان کی مکمل طور پر تخریج کی ہے اور ہر حدیث پر صحت وسقم کے حوالہ سے حکم لگایا ہے اور ساتھ ساتھ رواۃ کے ناموں کا یعنی اس حدیث کی جتنی سندیں ہیں ان کا جدول (نقشہ) بھی پیش کیا ہے اور ساتھ ساتھ ہر ایک راوی کا حکم بھی ضم کر دیا ہے اور پھر اسی ترتیب سے آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی نقل کر دیا ہے اور ساتھ ساتھ مخالفین کے دلائل کا مناقشہ بھی کیا ہے، غرض کہ الجہر بالتأمین کے متعلقہ کوئی پہلو ایسا نہیں جو تشنہ رہ گیا ہو، الحمد للہ شیخ محترم نے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور زندگی میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

شیخ محترم حفظہ اللہ کا یہ مقالہ جب میں نے پڑھا تو جی چاہا کہ اس کو اردو دان لوگوں کی سہولت وآسانی کے لیے اردو قالب میں ڈھال دیا جائے، تاکہ ہر خاص وعام اس سے بھرپور فیض یاب ہو، تاکہ نبوی حدیث کا علم اور روشنی عام ہو اور الجہر بالتأمین کا مسئلہ جو کہ ہمارے اس پاک وہند میں بڑے الجھاؤ کا شکار ہے، بھی روز روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجائے اور لوگ اس سنت نبوی پر بھی عمل پیرا ہو جائیں اور اس طرح یہ کتاب میرے لیے اور میرا استاذ مکرم کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔

یہ عزم وارادہ لے کر اس کتاب یعنی ''القول الامین'' کا ترجمہ شروع کیا تو میرے اللہ نے توفیق عطا فرمائی کہ آج یہ مقالہ کتابی شکل میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

آخر میں قارئین سے التماس کروں گا کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری سی

کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو میرے لیے، شیخ محترم کے لیے اور ہمارے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اس کتاب میں جو کوئی خوبی نظر آئے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور اگر خامی نظر آئے تو وہ بندگان پُرتقصیر کی طرف سے ہے۔

راقم الحروف:

حافظ عبدالرزاق اظہر

خطیب: جامع مسجد مکی اہل حدیث کامونکی

مدرس: امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی

موترہ، سیالکوٹ

0333-8257302

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

الحمد للہ الذی علم الانسان ما لم یعلم، وأنزل علینا کتابہ المحکم، وبین لنا فیہ کل ما نحتاج الیہ فی اللیلۃ والیوم، والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد سید ولد آدم الذی أخرج العباد من عبادۃ الاوثان الی عبادۃ الرب الاکرم وعلی آلہ وصحبہ الذین حملوا لواء الاسلام من العرب الی العجم ونقلوا الینا عبادتہ ﷺ وصلاتہ نقلاً آتم وعلی من تبعھم باحسان الی یوم لا یجزی فیہ الاولاد عن الأب والأم، أما بعد!

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾۔

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔''

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب کے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾۔

''کہہ دیجیے اے پیغمبر ﷺ! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾۔

''اور رسول ﷺ جو کچھ تمھیں دیں اس کو مضبوطی سے تھام لو اور جس چیز سے

تمھیں منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہم مسلمانوں سے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری کا مطالبہ کرتا ہے اور شریعت اسلامیہ کا ہم سے یہ تقاضا ہے کہ ہم آپ کے ہر حکم اور آپ کے ہر فعل میں آپ کی اطاعت کو بجالائیں اور ہر اس چیز سے باز رہیں جس سے محمد ﷺ نے ہم کو روک دیا ہے اور آپ ﷺ کی شخصیت ہر اس شخص کے لیے کامل واکمل اسوہ حسنہ ہے جو آپ ﷺ کی اقتدا اور فرمانبرداری کا ارادہ رکھتا ہے اور انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تشنہ چھوڑا ہو، ہر ناحیہ اور ہر پہلو پر مکمل راہنمائی آپ کی تعلیمات وفرمودات سے حاصل ہوتی ہے وہ اعتقادات وعبادات ہوں یا اقتصادیات تب بھی، جہادی وجنگی زندگی ہو تب بھی اور عبادات کا معاملہ تو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ جو عبادت محمد ﷺ کے اسوہ اور طریقہ کار کے مطابق نہیں وہ عبادت صاف ستھری اور کھری نیت کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو وہ عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قطعاً قابل قبول نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔

"جس شخص نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ عمل مردود ہے نا قابل قبول ہے۔"

اسی وجہ سے ہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے شخص پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے اور تمام تر عبادات میں آپ ﷺ کی تابعداری اور فرمانبرداری کرے اور مصطفیٰ ﷺ کی سنن میں سے کسی بھی سنت کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑے اگرچہ اس کو اس کی حکمت معلوم ہے یا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سے جو بھی عبادت ہے خاص طور پر نماز اس کو ہر لحاظ سے محمد ﷺ کے طریقہ کے مطابق ادا کرے، کیونکہ یہ اسلام کا اہم ترین رکن ہے جیسا کہ اس کی اہمیت وفضیلت آدمی پر روز روشن کی طرح واضح ہے، اس لیے ہم اس کی اہمیت

کو بیان کرنے کے درپے نہیں ہوں گے کیونکہ اس کا یہ مقام نہیں ہے۔

بحث کا موضوع:

وہ مسئلہ جس کو میں اپنی اس چھوٹی سی کاوش میں پیش کرنا چاہتا ہوں:

"الجهر بالتامين للمنفرد والامام والمأمومين في الصلوات الجهرية"

''جہری نمازوں میں منفرد، امام اور مقتدیوں کا بلند آواز سے آمین کہنا ہے۔''

میرا اس موضوع کو اختیار کرنے کا سبب:

جب میں نے دیکھا کہ میرے ملک (یعنی پاکستان) میں اس سنت مطہرہ پر عمل اس طرح نہیں کیا جاتا جس طرح اس کا حق ہے، بہت زیادہ لوگ عالم ہوں یا عامی ہوں وہ اس کو ناپسند کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ اس سنت نبویہ ﷺ پر عمل کرنے میں ہم سب کے لیے بہت زیادہ نفع اور خیرات مضمر ہیں اور گناہوں کی بخشش سے بڑھ کر اور کون سا نفع ہوسکتا ہے اور ہم میں سے کون ہے جس کا ارادہ یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک دن میں اس کے گناہوں کو کئی مرتبہ معاف فرمادے۔

اور میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ورحمت سے کہتا ہوں کہ اکثر و بیشتر لوگ اس مبارک سنت کی اہمیت وافادیت سے ناواقف اور ناآشنا ہیں اور اگر ان کے ادراک میں ہو کہ اس سنت مطہرہ میں دنیا وآخرت کی کتنی خیرات اور بھلائیاں چھپی ہوئی ہیں تو وہ اس سنت پر ضرور عمل کرنا شروع کردیں اور الحمد للہ میں نے اسی غرض وغایت کو مدنظر رکھ کر اس موضوع کو اختیار کیا ہے۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس حقیری سی کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کے ساتھ تمام مسلمانوں کو خیرات اور بھلائیاں نصیب فرمائے۔

اس بہت بڑے نفع کے ساتھ کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی صحیح سنت ہے جو کہ دلائل صحیحہ سے ثابت ہے جو بعض صحیحین میں اور بعض ان کے علاوہ دیگر کتابوں میں نبی اکرم ﷺ

سے ثابت ہیں کہ آپ ﷺ جب لوگوں کو جہری نماز پڑھاتے تو اس میں آمین بلند آواز سے کہتے اور اسی طرح آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کو بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے سنا ہے، جیسا کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ آمِيْنُ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔

''میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے جب آپ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر آئے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔''

ایک روایت کے بڑے واضح اور صریح الفاظ ہیں: رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ'' آپ نے اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہی۔''

ایک تیسری حدیث کے الفاظ: فَجَهَرَ بِهَا صَوْتَهُ'' کہ آپ نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا۔''

پھر نبی کائنات ﷺ نے اپنی زبان نبوت سے اعلان صادر فرمایا کہ آمین بلند آواز سے کہو۔

"اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا"۔

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

"اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنُ" ن

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔''

اور اس مسئلہ میں کچھ آثار صحابہ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صحیح سند سے ثابت

ہیں جو اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ اس سنت مطہرہ پر رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی عمل ہوتا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بھی بڑی تندھی سے اس عظیم المرتبت سنت پر عمل پیرا تھے، اختلاف تو بہت دیر کے بعد پیدا ہوا ہے۔ بعض فقہا نے کہا جہراً کہنا ہے بعض نے کہا بلند آواز سے نہیں کہنا اور بعض نے کہا امام بلند آواز سے نہیں کہے گا، اللہ تعالیٰ تمام فقہا پر رحمتوں کے نزول فرمائے۔

بحث کا خطہ:

میں نے اپنی اس بحث میں جس خطے پر چل کر کام مکمل کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

میں نے اس بحث کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر فصل ایک سے زائد مباحث پر مشتمل ہے، ان کی تفصیل درج ذی ہے:

پہلی فصل:

یہ دو مبحثوں پر مشتمل ہے۔

(1) پہلی مبحث: اس میں الجہر بالتأمین کے متعلقہ پانچ حدیثوں کی تخریج اور ان کی سندوں کا دراسہ پیش کیا ہے۔ (ا) رواۃ کا ترجمہ۔ (ب) حدیث کی مکمل تخریج۔ (ج) سندوں کا شجرہ۔ (د) حدیث کا حکم۔

(2) دوسری مبحث: اس میں مقتدی اور امام کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق جو آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وارد ہوئے ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

دوسری فصل:

یہ چار مباحث پر مشتمل ہے:

(1) پہلی مبحث: فصل اول میں ذکر کی جانے والی احادیث سے مستنبط فقہی فوائد کے بارہ میں ہے۔

(2) دوسری مبحث: جہری نمازوں میں امام کے بلند آواز سے آمین کے متعلق علمائے کرام

کے مذاہب کو بیان کرنے کے بارہ میں ہے۔

(3) تیسری مبحث: جہری نمازوں میں مقتدی کے جہراً آمین کہنے کے بارہ میں علما کے مذاہب کے متعلق ہے۔

(4) چوتھی مبحث: منفرد آدمی کا جہری نماز میں جہراً آمین کہنے کے متعلق علما کے مذاہب کے بارہ میں ہے۔

تمام مذاہب کے دلائل بھی نقل کر دیے ہیں اور پھر ان ادلہ و براہین کا مناقشہ وموازنہ بھی پیش کر دیا ہے اور ساتھ ہر مسئلہ میں جو راجح موقف ہے اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔

تیسری فصل:

یہ فصل دو مبحثوں پر مشتمل ہے:

(1) پہلی مبحث: اس بات کی پہچان میں کہ لوگوں کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ کیسے موافقت کرتا ہے، مَیں نے اس میں سابق علمائے کرام کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے اور ساتھ راجح مسئلہ بھی قلمبند کر دیا ہے۔

(2) دوسری مبحث: اولاً: مقتدیوں کے آمین کہنے کی تعیین کرنا کہ کیا وہ امام کے ساتھ کہیں گے؟ یا بعد میں کہیں گے یا جب امام ولا الضالین کہے گا تو اس وقت مقتدی آمین کہیں گے۔

ثانیاً: آمین کہنے کی احادیث میں جن فرشتوں کا تذکرہ ہوا ہے ان فرشتوں کی پہچان اور مراد کے بارہ میں ہے، اس میں علماء کرام کے اقوال کو قلمبند کر دیا ہے اور ساتھ راجح قول بھی بیان کر دیا ہے۔ اس بحث کو میں نے ایک خاتمہ کے ساتھ مکمل کیا ہے جس میں اس بحث کو لکھنے کے دوران مجھے جو فوائد وثمرات اور نتائج حاصل ہوئے ہیں ان کا تذکرہ ہے۔

ملاحظہ:

میں نے حدیث الباب کے تمام رواۃ کا ترجمہ لکھ دیا ہے اگرچہ وہ بخاری ومسلم کے راوی ہیں یا کتب ستہ کے؛ باوجود اس کے کہ صحیحین کے رواۃ اس بات کے محتاج نہیں کہ ہم ان کے تراجم ذکر کریں، لیکن میں نے ان لوگوں کا ترجمہ اس لیے پیش کر دیا ہے تا کہ فائدہ عام ہو جائے۔ اس بحث کو پڑھنے والا علم حدیث کا عالم اور اس کے رجال کو جاننے والا ہو یا عام لوگوں میں سے ہو، لیکن اس کو راوی کے درجہ کی پہچان تو ہو جائے۔

اور اسانید کے شجرہ ونقشہ میں جس بھی راوی کا ذکر وارد ہوا ہے میں نے اس کا بڑا عمدہ دراسہ کرنے کا اہتمام کیا ہے تا کہ میں حدیث کی ان تمام سندوں پر حکم لگا سکوں جن کا شجرہ میں ذکر وارد ہوا ہے اور جمیع طرق کے اعتبار سے اس پر حکم لگ سکے، لیکن اس اہتمام میں میں مکمل کامیاب نہیں ہو سکا، کیونکہ بعض احادیث کی اسانید کا وہ نتیجہ میرے سامنے نہیں آیا جس کو دیکھ کر میں اس پر حکم لگا سکوں۔

اور احادیث کے تمام شجروں میں مَیں نے راوی کے متعلق اپنے دراسہ کا خلاصہ بھی ذکر کر دیا ہے اور بسا اوقات میں نے راوی پر حکم لگاتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے جو انھوں نے تقریب میں اس پر حکم لگایا ہے۔

کلمۃ الشکر:

اور آخر میں مَیں اللہ عزوجل کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں جس نے مجھے یہ بحث لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور نا انصافی ہو گی اگر میں فضیلۃ الشیخ الدکتور عبداللہ ابو سیف حفظہ اللہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو اس بحث کے مشرف ونگران تھے، جن کی قیمتی توجیہات، مفید ارشادات، حسن سلوک اور تعاون کے ساتھ یہ بحث الحمد للہ پایہ تکمیل تک پہنچی اور اسی پر بس نہیں بلکہ انھوں نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا وہ اسی طرح ہی ہے جیسے کوئی باپ اپنے بیٹوں کے ساتھ شفقت ونرمی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے انھوں نے اس

بحث کے متعلق راہنمائی اور استفسار کے لیے ہمیں بہت کھلا اور وسیع وقت عنایت فرمایا اور بڑے ہی اہم ترین فوائد کے ساتھ انھوں نے ہمیں نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو میرے ساتھ تعاون کرنے پر اور تمام طلبہ کے ساتھ مساعدت کرنے پر بہتر اور اچھا بدلہ عطا فرمائے، مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں ایک بہت اہم ترین امر سے آگاہ کر دوں، وہ یہ ہے کہ میں احادیث کی تخریج کرنے میں اس طریقے پر نہیں چلا جس کو امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحفۃ الاشراف میں اختیار کیا ہے کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی کتاب میں جو سندوں کی تخریج ہے اور سندوں کا شجرہ ہے اس میں تکرار بہت زیادہ ہے اور تکرار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسی وجہ سے میں نے اس مصدر کا ذکر کیا ہے جس میں یہ حدیث موجود ہے اور ساتھ کتاب، باب، جز، صفحہ اور رقم الحدیث کو بھی میں نے ذکر کر دیا ہے اگر مجھے ملا ہے اگر نہیں ملا تو اس کو خالی چھوڑ دیا ہے۔ ان تمام مصادر کا تذکرہ کرنے کے بعد جن میں یہ حدیث موجود ہے میں نے حدیث کی سند کا ذکر بھی کیا ہے جہاں پر اس حدیث کی تخریج کرنے والے تمام محدثین مل جاتے ہیں اور امید ہے کہ اس میں بہت زیادہ کفایت ہوگی۔

اور اختتام پر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس بحث کے ساتھ مجھ کو بھی اور تمام مسلمانوں کو نفع عطا فرمائے اور اس حقیر سی کاوش کو خالصتاً اپنی رضا وخوشنودی کے لیے شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمدُ للہ ربِّ العالمینَ وصلی اللہ علی نبینا محمد ﷺ سید الأنبیاء وأشرف المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وعلی صحبہ المبشَّرین بالجنۃ وغیر المبشرین وجمیعھم یدخلون الجنۃ، لأن اللہ تعالی یقول: ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ ومن تبعھم باحسان إلی یوم الدین ونسأل اللہ التوفیق فی کل خیر وھو

ولی التوفیق۔

الطالب:

محمد مظفر بن فضل کریم بن شرف الدین الباکستانی

السنة الرابعة، فصل (۱) الرقم:۷

کلیة الحدیث الشریف والدراسات الاسلامیة

الجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة

المملکة العربیة السعودیة

بروز جمعرات

12/11/1412ھ

15/5/1992م

پہلی فصل

دو مبحثوں پر مشتمل ہے

پہلی مبحث:

اس میں امام اور مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق پانچ احادیث کی تخریج ہے۔

دوسری مبحث:

اس میں امام اور مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق جو آثار صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں ان کا بیان ہے۔

پہلی مبحث:

احادیث کی تخریج کے بارہ میں

پہلی حدیث:

امام بخاری فرماتے ہیں مجھے (1) عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے (2) مالک نے خبر دی، وہ (3) امام ابن شہاب سے بیان کرتے ہیں اور وہ (4) سعید بن مسیب اور (5) ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے بیان کرتے ہیں، ان دونوں نے ان کو (6) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔

وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: آمِيْنْ۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی اس کے پہلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

اور امام ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔''

راویانِ حدیث کا مختصر تعارف:

(1) عبداللہ بن یوسف تنیسی ان کا نام اور ابو محمد الکلاعی المصری ان کی کنیت اور نسبت ہے۔ اصل میں یہ دمشق کے رہنے والے تھے اور تنیس میں دین حنیف کی خدمت

سرانجام دیتے رہے۔ ثقہ ہیں، متقن ہیں اور مؤطا کے تمام راویوں میں سے اثبت ہیں اور دسویں طبقہ کے کبار لوگوں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ ①

(2) مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی ان کا نام ہے اور ابو عبداللہ ان کی کنیت ہے۔ المدنی، الفقیہ، امام دار الہجر ہ، رأس المتقنین اور کبیر المثبتین کے عظیم اوصاف سے متصف تھے اور ساتویں طبقہ کے راوی ہیں، صاحب مذہب ہیں اور 179 ہجری میں فوت ہوئے ہیں۔ ②

(3) محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب ان کا نام، القرشی، الزہری ان کی نسبت اور ابو بکر ان کی کنیت ہے۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ اور حافظ حدیث تھے اور ان کی جلالت واتقان کا بہت چرچہ تھا اور چوتھے طبقہ کے مؤسس راویوں میں سے ان کا شمار ہوتا ہے۔

ان کی وفات کے بارے میں دو قول ہیں: (1) 125 ہجری میں فوت ہوئے۔ (2) اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے ایک سال یا دو سال پہلے فوت ہوئے۔ ③

(4) سعید بن مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو ان کا نام ونسب ہے، القرشی، المخزومی ان کی نسبت ہے۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے فقہا اور ثبات علما میں سے ایک تھے۔ دوسرے طبقہ کے کبار راویوں میں ان کا شمار ہے اور ان کے بارہ میں امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَا أَعْلَمُ فِي التَّابِعِيْنَ أَوْسَعُ عِلْمًا مِنْهُ کہ تابعین میں سے کوئی شخص سعید بن مسیب سے بڑھ کر وسیع علم والا میں نہیں جانتا۔ ④

سن 90 ہجری کے بعد فوت ہوئے ہیں۔

---

① ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 230، ترجمہ نمبر: 3721

② ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 216، ترجمہ نمبر: 6425

③ ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 506، ترجمہ نمبر: 6296

④ ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 241، ترجمہ نمبر: 2396

(5) ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، الزہری، المدنی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ تھا، بعض کا کہنا ہے کہ ان کا نام اسماعیل تھا۔ ثقہ راوی ہیں، تیسرے طبقہ کے مکثر راوی ہیں۔ 94 ہجری میں فوت ہوئے ہیں یا 104 ہجری میں اور 20 ہجری سے اوپر ہی ان کی ولادت کی تاریخ ہے۔ [1]

(6) ابوہریرہ الدوسی، جلیل القدر صحابی رسول ہیں، 5374 احادیث نبویہ کے حافظ تھے۔ ان کے اور ان کے والد گرامی کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے، اس میں مؤرخین کے مختلف اقوال ہیں: (1) عبدالرحمن بن صخر۔ (2) ابن غنم۔ (3) عبداللہ بن عائذ۔ (4) ابن عمرو۔ (5) ابن عامر۔ (6) عمرو بن عامر۔

کثیر تعداد میں لوگوں نے پہلے نام کو راجح قرار دیا ہے اور علم الانساب کے ماہر علما کی ایک جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عمرو بن عامر تھا۔

ان کی وفات کے متعلق دو قول ہیں: (1) 58 ہجری۔ (2) 59 ہجری اور وفات کے وقت ان کی کل عمر 78 برس تھی۔

پہلی حدیث کی تخریج:

صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الامام بالتأمین (626/2) رقم الحدیث (280)؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتأمین (128/4، 129)؛ سنن أبی داود، کتاب الصلاة، باب التأمین وراء الامام (576/1) رقم الحدیث (936)؛ سنن الترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی فضل التأمین (30/2) رقم الحدیث (250)؛ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب جهر الامام بامین (110/2، 111)؛ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الجهر بامین (277/1) رقم الحدیث (859)؛ سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب فی فضل التأمین (314/1)

[1] ابن حجر، تهذیب التهذیب، صفحہ نمبر: 645 ترجمہ نمبر: 8142

رقم الحدیث (1246)، مسند أحمد (233/2)، سنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب التأمین (55/2)، شرح السنۃ للبغوی، کتاب الصلاۃ، باب فی فضل التأمین (60/3)۔

مندرجہ بالا حدیث کے راویوں میں سے ہر شخص اپنی سند کے ساتھ امام ابن شہاب سے بیان کرتا ہے اور وہ سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے بیان کرتے ہیں ان دونوں نے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ تَامِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ"۔

بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی اس کے پہلے سارے گناہوں کو معاف کردیا گیا۔''

اس حدیث کی تخریج بھی درج ذیل ہے:

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التسمیع والتحمید والتأمین (129/4)؛ سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب التأمین وراء الامام (575/1) رقم الحدیث (935)؛ سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب الأمر بالتأمین خلف الامام (111/2)؛ مسند أحمد (440/2)؛ سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب التأمین (55/2)؛ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب ماذکروافی آمین ومن کان یقولھا (425/2)

یہ سارے راوی اپنی سندوں کے ساتھ ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا

الضَّآلِّیْنَ﴾فَقُوْلُوْا آمِیْنْ"۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔''

صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التأمین (200/11) رقم الحدیث (6402)؛ سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب جھر الامام بامین (110/2، 111)؛ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب الجھر بامین (277/1) رقم الحدیث (851)؛ مسند احمد (270/2، 276)؛ ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ وذکر البیان بأن قول المرء فی صلاتہ آمین غفر لہ ما تقدم من ذنبہ إذا وافق ذلک تأمین الملائکۃ؛ سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب التأمین (55/2)؛ مصنف عبدالرزاق، ابواب القرأۃ، باب آمین (97/2، 98)؛ رقم الحدیث (2644، 2645)؛ شرح السنۃ للبغوی، کتاب الصلاۃ، باب فضل التأمین (60/3، 61، 62)؛ ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوات، باب ماذکروافی آمین ومن کان یقولھا (425/2)

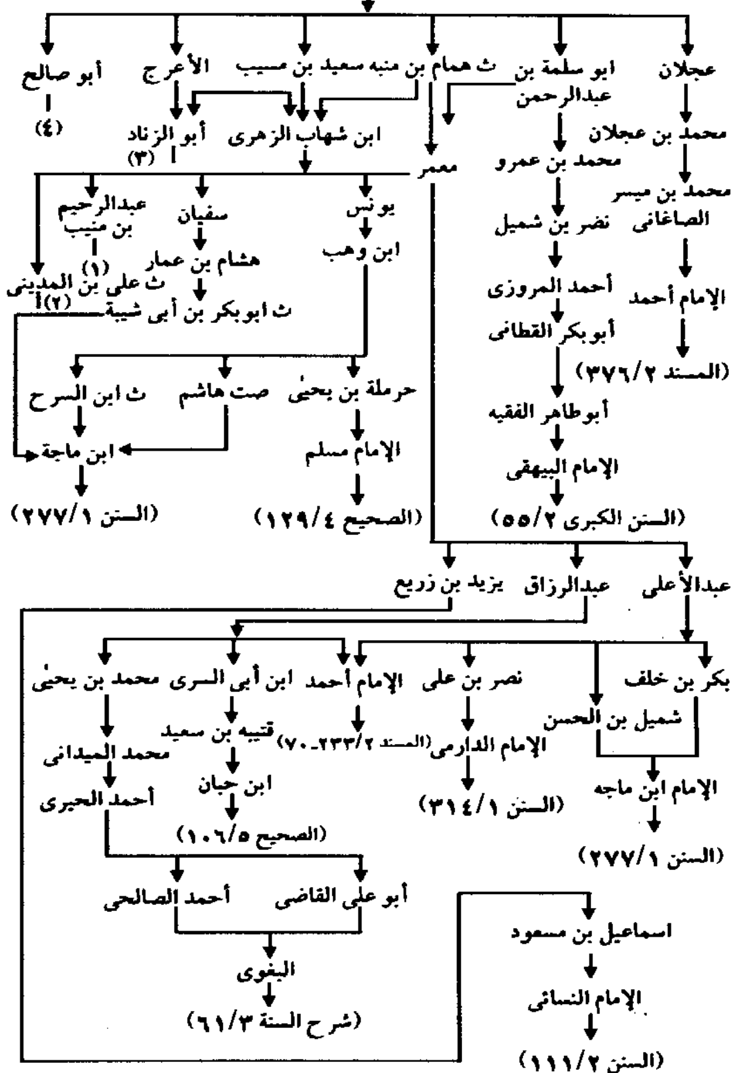
مندرجہ بالا سارے راوی اپنی اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

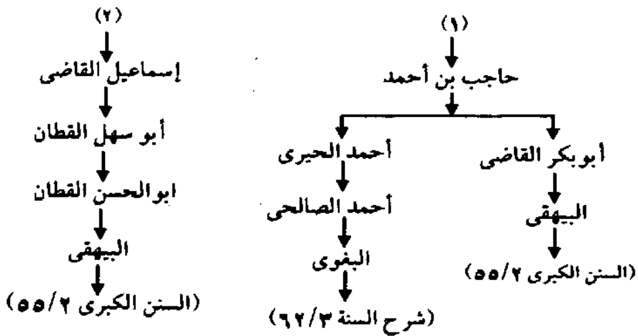
بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔'' الحدیث

پہلی حدیث کا حکم:

پہلی حدیث جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے اس کی صحت پر اتفاق ہے جیسا کہ یہ بات امام بخاری ومسلم کے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کرنے سے واضح ہو رہی ہے۔

الحديث الأول





(٣)

الإمام مالك

الإمام الشافعى ث الربيع ← ابو العباس ← ابوزكريا المزكى ← البيهقى ← (السنن الكبرى ٢/٥٥)

ث القعنبى ← إسماعيل ← أحمد الصفار ← على بن عبدان ← البيهقى

ث القعنبى ← الإمام أبو داود ← (السنن ١/٥٧٦)

عبدالله بن يوسف ← الإمام البخارى ← (الصحيح ٢/٢٦٢)

يحيٰى بن يحيٰى ← الإمام مسلم ← (الصحيح ٤/١٢٨)

زيد بن الحباب ← أبو كريب ← الإمام الترمذى ← (الجامع ٢/٣٠)

ابو مصعب ← أبو إسحاق الهاشمى ← زاهر ← ابو الحسن الشيرزى ← البغوى ← (شرح السنة ٣/٦٢)

قتيبه بن سعيد ← الإمام مسلم ← (الصحيح ٤/١٢٩)

قتيبه بن سعيد ← الإمام النسائى ← (السنن ٢/١١١)

(٤)

سمى

سهيل ← يعقوب بن عبدالرحمن

الأعمش ← محمد بن عبيد ← الإمام أحمد ← (المسند ٢/٤٤٠)

زيد بن أسلم ← ابن عجلان ← أبو خالد الأحمر ← ابن أبى شيبة ← (المصنف ٢/٤٢٥)

دوسری حدیث:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں (1) بندار محمد بن بشار نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (2) یحییٰ بن سعید اور (3) عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، وہ دونوں کہتے ہیں ہم کو (4) سفیان نے بیان کیا، وہ (5) سلمہ بن کہیل سے بیان کرتے ہیں، وہ (6) حجر بن عنبس سے، وہ (7) وائل بن حجر سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: "آمِيْنْ" وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ.

''میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا، پس آپ ﷺ نے آمین کہا اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا۔''

مندرجہ بالا حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف:

(1) محمد بن بشار بن عثمان ان کا نام، عبدی، بصری ان کی نسبت اور ابوبکر بندار ان کی کنیت ولقب ہے۔ ثقہ راوی ہیں، دسویں طبقہ سے ان کا تعلق اور 80 سال سے زائد عمر پائی ہے۔ بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔[1]

(2) یحییٰ بن سعید بن فروخ ان کا نام، التمیمی ان کی نسبت اور ابوسعید القطان ان کی کنیت ولقب ہے۔ ثقہ، متقن، حافظ، امام، قدوۃ کے القاب سے ملقب ہیں، نویں طبقہ سے ان کا تعلق ہے، 89 سال عمر پائی، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔[2]

(3) عبدالرحمن بن مہدی ان کا نام، العنبری، البصری ان کی نسبت اور ابوسعید ان کی کنیت ہے۔ ثقہ، ثبت، حافظ، عارف بالرجال والحدیث کے اوصاف حمیدہ سے

---

[1] ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 469، ترجمہ نمبر: 5754

[2] ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 591، ترجمہ نمبر: 7557

متصف، نویں طبقہ کے راوی ہیں، انھوں نے کل عمر 73 سال پائی ہے، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ①

(4) سفیان بن سعید بن مسروق ان کا اسم گرامی، الثوری، الکوفی ان کی نسبت اور ابو عبداللہ ان کی کنیت ہے۔ ثقہ، حافظ، فقیہ، عابد، امام، حجۃ کے عظیم القاب نوازے گئے ہیں اور ساتویں طبقہ کے بڑے بڑے رواۃ میں ان کا شمار ہے اور کبھی کبھی یہ تدلیس بھی کرتے ہیں، ان کی کل عمر 64 سال تھی، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ②

(5) سلمہ بن کہیل ان کا نام، الحضرمی، کوفی ان کی نسبت اور ابویحییٰ کنیت ہے، ثقہ ہیں اور چوتھے طبقہ کے راویوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ③

(6) حجر بن عنبس ان کا نام، الحضرمی، الکوفی ان کی نسبت، بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو العنبس ہے، بعض نے کہا ابو السکن ہے۔ مخضرم دوسرے طبقہ میں ان کا شمار ہے۔ ان کے بارہ میں آئمہ جرح وتعدیل کے مختلف اقوال درج ذیل ہیں:

1۔ متشدد آئمہ میں سے امام ابن معین فرماتے ہیں: شیخ کوفی، ثقہ، مشہور۔

2۔ متساہلون میں سے امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

3۔ بعض دوسرے آئمہ کی آراء:

خطیب بغدادی کہتے ہیں: ثقہ ہیں اور انھوں نے جہراً آمین کے بارہ میں ان سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے اور امام دارقطنی اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور متاخرون آئمہ میں سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدوق ہیں اور مخضرم ہیں۔ اور حافظ ذہبی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

---

① ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 351، ترجمہ نمبر: 4018

② ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 244، ترجمہ نمبر: 2445

③ ابن حجر، تہذیب التہذیب، صفحہ نمبر: 248، ترجمہ نمبر: 2508

واللہ اعلم بالصواب آئمہ محدثین کے اقوال سے جو بات ظاہر ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ حجر بن عنبس ثقہ راوی ہیں، کیونکہ امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق بیان کی ہے حالانکہ وہ متشددین میں شمار کیے جاتے ہیں اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اگرچہ وہ توثیق کے معاملہ میں متساہل ہیں، لیکن انھوں نے حجر بن عنبس کی توثیق کرنے میں کسی شخص کی مخالفت نہیں کی اور اسی طرح خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی توثیق بیان کی ہے جو کہ توثیق میں ابن معین کے موافق ہیں اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ان کے بارہ میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ''صدوق'' کہنا ان مذکورہ آئمہ کے اقوال کے مخالف اعتبار کیا جائے گا۔ [1]

(7) وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر ان کا اسم گرامی ہے اور حضرمی ان کی نسبت ہے، بڑے جلیل القدر صحابی رسول ہیں، یمن کے بادشاہوں سے تھے، کوفہ میں سکونت پذیر رہے اور حضرت امیر معاویہ کے دورِ اقتدار میں فوت ہوئے۔ [2]

حدیث کی تخریج:

سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب التأمین وراء الامام (574/1) رقم الحدیث: 932؛ سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء فی التأمین (27/2) رقم الحدیث: 248؛ سنن الدارمی، کتاب الصلاۃ، باب الجھر بالتامین (315/1) رقم الحدیث: 1247؛ سنن الدار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب التامین فی الصلاۃ بعد فاتحۃ الکتاب والجھر بھا (333/1)؛ مسند أحمد (316/4)؛ سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب جھر الإمام بالتأمین (57/2)؛ شرح السنۃ للبغوی، کتاب الصلاۃ، باب الجھر بالتأمین فی صلاۃ الجھر (58/3)؛ ابن أبی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب ما ذکر وافی آمین

---

[1] ابن حجر، تھذیب التھذیب، صفحہ نمبر: جلد 154، ترجمہ نمبر: 1144؛ تاریخ بغداد، 274/8، ترجمہ نمبر: 4374

[2] الإصابۃ فی تمییز الصحابہ لابن حجر، 628/3 ترجمہ نمبر: 9100

ومن كان يقولها (425/2)، المعجم الكبير للطبراني (44/22)

مندرجہ بالا سارے لوگ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ سفیان سے بیان کرتے ہیں، وہ سلمہ بن کہیل سے وہ حجر بن عنبس اور وہ وائل بن حجر سے ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: "آمِيْنْ" وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔ وفي بعض الروايات يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ۔

''میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا، پس آپ ﷺ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو بلند کیا اور بعض روایات کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ اپنی آواز کو بلند کیا کرتے تھے۔''

مگر امام ابو داود جو روایت اپنے استاذ محمد بن کثیر سے لائے ہیں اس میں الفاظ یہ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: آمِيْنْ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ

''رسول اللہ ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں جس کو وہ اپنے شیخ مخلد بن خالد الشعیری سے بیان کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَجَهَرَ بِآمِيْنْ۔

''بے شک انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو انھوں نے آمین بلند آواز سے کہی۔''

اور امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جس کو وہ اپنے شیخ محمد بن کثیر سے بیان کرتے

ہیں اس کے الفاظ یوں ہیں:

إِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: "آمِيْنْ" وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔

''جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے اور آپ ﷺ اپنی آواز کو آمین کہتے ہوئے بلند کیا کرتے تھے۔''

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جس کو وہ اپنے استاد یحییٰ بن محمد بن صاعد سے بیان کرتے ہیں اور اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جس کو وہ اپنے استاذ ابو طاہر الفقیہ سے بیان کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو بلند کیا۔

اور امام سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ فرمایا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنْ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ فِي الصَّلَاةِ۔

''میں نے نبی ﷺ سے سنا جب آپ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتے تو ساتھ آمین کہتے اور نماز میں اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔''

اور عبداللہ الحافظ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد کیے ہیں:

وَطَوَّلَ بِهَا۔

''یعنی آمین کو لمبا کیا۔''

یہ حدیث بھی مندرجہ ذیل کتابوں میں آئی ہے:

سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب التأمین وراء الإمام (574/1) رقم الحدیث: 933؛ سنن ترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جآء فی التأمین (28/2) رقم الحدیث: 249؛ ابن أبی شیبۃ، کتاب الصلوات، باب من کان یسلم فی الصلوۃ تسلیمتین (299/1)؛ معجم الکبیر للطبرانی (45/22)

مندرجہ بالا سارے روایان حدیث علاء بن صالح الاسدی سے، وہ سلمہ بن کہیل

سے، وہ حجر بن عنبس سے وہ وائل بن حجر سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَهَرَ بِآمِيْنَ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهٖ۔

''کہ انھوں نے یعنی (وائل بن حجر) نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو اس میں رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی اور اپنے دائیں پھر بائیں طرف سلام پھیرا حتی کہ میں نے آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھا۔''

اس روایت کو مندرجہ ذیل آئمہ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے:

سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب قول المأموم إذا عطس خلف الإمام (112/2)؛ سنن ابن ماجة، کتاب الصلاة، باب إقامة الصلاة والسنة فيها (278/1) رقم الحديث: 855؛ سنن الدار قطنی، کتاب الصلاة، باب التامين فی الصلاة بعد فاتحة الكتاب والجهر بها (334/1)؛ مسند أحمد (318/4)؛ مصنف ابن ابی شيبة، کتاب الصلاة، باب من کان يسلم فی الصلاة تسليمتين (2/425)

مندرجہ بالا تمام رواۃ اسحاق سے، وہ عبدالجبار بن وائل سے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: "آمِيْنَ" فَسَمِعْنَاهُ وَأَنَا خَلْفَهُ۔

''کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی، پس جب آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ نے آمین کہی، میں نے آپ ﷺ سے سنا اس حال میں کہ میں آپ کے پیچھے تھا۔''

اور ابن ماجہ کے لفظ ہیں فَسَمِعْنَاهَا پس ہم نے آپ ﷺ کو آمین کہتے ہوئے

سنا۔ اور امام احمد کی روایت میں جس کو وہ اپنے استاذ یحییٰ بن ابی بکر سے بیان کرتے ہیں اس کے الفاظ ہیں:

فَقَالَ: آمِيْنَ يَجْهَرُ۔

''پس آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔''

اور اس حدیث کو بھی امام احمد نے مسند میں اپنی سند کے ساتھ وائل بن حجر سے بیان کیا ہے:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ: "آمِيْنْ"۔

''کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نماز میں آمین کہہ رہے تھے۔''

یہ الفاظ یحییٰ بن آدم کے ہیں اور اسود بن عامر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

يَجْهَرُ بِآمِيْنْ۔ (318/4)

''کہ آپ ﷺ آمین کہتے ہوئے آواز کو بلند کرتے تھے۔''



الحدیث الثانی

رسول اللہ ﷺ
وائل بن حجر رضی اللہ عنہ
ث حجر بن عنبس
ص کلیب (۱)
ص لم یسمع من ابیہ علقمۃ (۲)
ث عبدالجبار (۳)
ث سلمۃ بن کھیل
ث سفیان
ص لہ اوہام
العلاء بن صالح
ث عبداللہ بن نمیر
ث محمد بن بشر
ث مخلد بن خالد
ث محمد بن أبان
ث أبوبکر بن أبی شیبۃ
ث أبو کریب
الإمام أبو داود
(السنن ۱/۵۷۴)
الإمام الترمذی
(الجامع ۲/۲۹)
ث عبید بن غنام
محمد بن یحیٰی الاصبہانی
الطبرانی
(المعجم الکبیر ۲۲/۴۵)
ث محمد بن کثیر
ث یحیٰی بن سعید
ث محمد بن بشار
الإمام الترمذی
(الجامع ۲/۲۷)
ث عبدالرحمن بن مروزی
ث أحمد بن سنان
ث یعقوب الدورقی
علی بن عبداللہ
ث الفریابی
حمید بن زنجویہ
ث یحیٰی بن محمد بن صاعد
ص لس المحاربی
ث وکیع
ث عبداللہ الکندی
ث عبداللہ بن أبی داود السجستانی
الدار قطنی
(السنن ۱/۳۳۳-۳۳۴)
الإمام أحمد
(المسند ۴/۳۱۶)
ابن أبی شیبۃ
(المصنف ۱/۲۹۹، ۲/۴۲۵)
قبیصۃ
حفص بن عمر الرقی
ث معاذ بن المثنیٰ
ص محمد بن محمد التمار
الطبرانی
(المعجم الکبیر ۲۲/۴۴)
الدارمی
(السنن ۱/۳۱۵)
الإمام أبوداود
(السنن ۱/۵۷۴)

(١)

ث عاصم

شريك

ث اسود بن عامر — ث يحيىٰ بن آدم

ث زهير

يحيىٰ بن أبی بكر

الإمام أحمد



(المسند ٤/٣١٨)

(٢) — (٣)

ث اختلط أبو إسحاق

زيد بن أبی أنيسة

أبو عبدالرحيم

محمد بن سلمة

الحسن بن أحمد

عبدالله بن جعفر

الدار قطنی

(لسنن ١/٣٣٤)

أبو بكر بن عياش

ث كبر وساء حفظه

ث محمد بن الصباح — ث عمار الواسطی — ث ابن أبی شيبة

الإمام ابن ماجة

(السنن ١/٨٧٨)

(المصنف ٢/٤٢٥)

يونس بن أبی اسماء

ص يهم قليلاً

مخلد بن يزيد القرشی

ص له أوهام

ث عبدالحميد بن محمد

الإمام النسائی

(السنن ٢/١١٢)

دوسری حدیث کا حکم:

*......مذکورہ دوسری حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وائل بن حجر والی روایت حسن ہے۔"[1]

اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی سند جید ہے اور حجر بن عنبس کے علاوہ باقی ساری راوی بخاری ومسلم کے راوی ہیں اور حجر بن عنبس صدوق راوی ہے جیسا کہ تقریب میں موجود ہے۔"[2]

فضیلۃ الشیخ استاذ المکرم محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں اپنے اللہ کی عطا کی ہوئی توفیق سے کہتا ہوں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے، کیونکہ اس کی سند کے تمام راوی حفاظ، اثبات اور آئمہ ہیں سوائے حجر بن عنبس کے اور علماء جرح وتعدیل کے اقوال کو پیش کرنے کے بعد جو بات میرے سامنے کھل کر واضح ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ حجر بن عنبس ثقہ ہیں کیونکہ ان کے بارہ میں امام ابن معین فرماتے ہیں: شیخ، کوفی، ثقہ، مشہور، باوجود اس کے کہ امام ابن معین متشدد ہیں، لیکن ان کی توثیق کر رہے ہیں۔

اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

اور خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ثقہ ہے اور آمین بالجہر کے باب میں انھوں نے ان سے ایک حدیث بھی تخریج کی ہے۔

امام دارقطنی اور ان کے علاوہ اور آئمہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

---

[1] امام ترمذی، الجامع (27/2)

[2] الشیخ البانی، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: (755/1)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی توثیق بیان کی ہے، پس یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حجر بن عنبس ثقہ ہیں، لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ان کو صدوق کہنا اس کا پتہ نہیں چل سکا کہ انھوں نے ان پر صدوق کا حکم کیوں لگایا ہے، باوجود اس چیز کے کہ یہاں پر کوئی عالم ایسا نہیں ہے جس نے ان کو ثقاہت کے درجہ سے صدوق کی طرف گرا دیا ہو، اگر معاملہ اسی طرح ہی ہے تو پھر یہ ثقہ ہیں اور حدیث ان شاء اللہ صحیح ہے۔

بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ وہ صدوق ہیں تو پھر بھی ان کی متابعت عبدالجبار بن وائل بن حجر نے کی ہے اور وہ ثقہ ہیں۔

اور اسی طرح کلیب نے کی ہے جو کہ صدوق ہیں۔

پھر بھی حدیث حسن درجہ سے صحت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔''



تیسری حدیث:

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: ہم کو (1) محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (2) سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں (3) لیث نے خبر دی، وہ کہتے ہیں مجھے (4) خالد بن یزید نے بیان کیا، وہ (5) سعید بن ابی ہلال سے بیان کرتے ہیں، وہ (6) نعیم المجمر سے بیان کرتے ہیں۔

عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَآءَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: "آمِيْنْ" فَقَالَ النَّاسُ: آمِيْنَ وَيَقُوْلُ كُلَّمَا سَجَدَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

"نعیم المجمر فرماتے ہیں: میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی، انھوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، پھر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی، جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر پہنچے تو انھوں نے آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی اور جب سجدے میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتیں مکمل کر کے کھڑے ہوتے تو پھر بھی اللہ اکبر کہتے اور جب سلام پھیرا تو فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ تمھاری نماز سے زیادہ مشابہ اور ملتی جلتی ہے۔"

راویانِ حدیث کا مختصر تعارف:

(1) محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس بن ذویب الذہلی، النیسابوری ان کا نام ونسب ہے۔ ثقہ اور حافظ ہیں، گیارہویں طبقہ کے راوی ہیں، ان کی کل عمر 86 سال

ہے اور یہ صحیح بخاری کے راوی ہیں۔[1]

(2) سعید بن حکم بن محمد بن سالم بن ابی مریم ان کا نام، الجمحی ان کی نسبت اور ابو محمد المصری کنیت ہے۔ ثقہ، ثبت اور فقیہ ہیں، دسویں طبقہ کے کبار راویوں میں سے ہیں اور کل عمر انھوں نے 80 سال گزاری ہے۔[2]

(3) لیث بن سعد بن عبدالرحمن ان کا نام، الفہمی المصری نسبت اور ابو الحارث ان کی کنیت ہے۔ ثقہ، ثبت، فقیہ اور مشہور امام ہیں، ساتویں طبقہ کے راوی ہیں، شعبان میں فوت ہوئے۔[3]

(4) خالد بن یزید ان کا نام ہے، ایک قول کے مطابق جمحی دوسرے قول کے مطابق سکسکی ان کی نسبت اور ابو عبدالرحیم ان کی کنیت ہے، ثقہ اور فقیہ آدمی ہیں، چھٹے طبقہ سے متعلقہ ہیں۔[4]

(5) سعید بن ابی ہلال ان کا نام، اللیثی المصری ان کی نسبت اور ابو العلاء ان کی کنیت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مدنی الاصل تھے، چھٹے طبقہ کے راوی ہیں، ایک قول کے مطابق 30 ھجری کے بعد فوت ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ 30 ہجری سے پہلے فوت ہوئے ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ 50 ہجری سے پہلے فوت ہوئے۔

ان کے بارہ میں جرح وتعدیل کے علماء کے اقوال درج ذیل ہیں:

1۔ متشدد آئمہ:

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: لا بأس بہ، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

2۔ معتدل آئمہ:

---

[1] ابن حجر، تھذیب التھذیب، صفحہ نمبر: 512، ترجمہ نمبر: 6387

[2] ابن حجر، تھذیب التھذیب، صفحہ نمبر: 234، ترجمہ نمبر: 2286

[3] ابن حجر، تھذیب التھذیب، صفحہ نمبر: 464، ترجمہ نمبر: 5684

[4] ابن حجر، تھذیب التھذیب، صفحہ نمبر: 191، ترجمہ نمبر: 1691

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ کون سی چیز احادیث میں سے اس پر مختلط ہوئی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔

3۔ متساہل آئمہ:

امام عجلی فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔

امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں نقل کیا ہے۔

4۔ دیگر آئمہ:

امام ابن سعد، ابن خزیمہ، خطیب بغدادی، ابن عبدالبر، بیہقی نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

امام ساجی فرماتے ہیں: صدوق ہیں اور ابن حزم فرماتے ہیں: قوی نہیں ہے۔

5۔ متأخرین آئمہ:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ثقہ ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثقہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب وہ بات جو مذکورہ اقوال سے ظاہر ہو رہی ہے وہ یہی ہے کہ ابو حاتم کے قول کو تشدد پر محمول کیا جائے گا اور سعید بن اَبی ہلال ثقہ راوی ہیں جیسا کہ امام دارقطنی اور دیگر آئمہ نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے۔[1]

اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا ان کو ضعیف قرار دینا اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن حزم کی تضعیف کے ساتھ سلف میں سے کوئی موافقت کرتا مجھے نظر نہیں آیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ سوائے سنامی کے انھوں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا ہے کہ سعید بن اَبی ہلال مختلط ہو گئے تھے، اسی وجہ سے ابن الکیال نے اپنی کتاب الکواکب

---

[1] ابن حجر، تقریب التہذیب، صفحہ نمبر: 488، ترجمہ نمبر: 6028؛ تہذیب التہذیب: (94/4) رقم الترجمۃ: 159؛ والعجلی، الثقات، ص: 89(566) وابن حبان الثقات (374/6) والذہبی میزان الاعتدال (162/2)، (3290)

النیرات کے ملحق اول میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔[1]

(6) نعیم بن عبداللہ ان کا نام مولیٰ آل عمر، مدنی ان کی نسبت ہے اور مجمر کے لقب کے ساتھ زیادہ معروف ہوئے، تیسرے طبقہ کے ثقہ راوی ہیں۔

حدیث کی تخریج:

سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم (103/2)؛ ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب ذکر الدلیل علی أن الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم والمخافتۃ بہ جمیعاً مباح (251/1) رقم الحدیث: 499؛ صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب ذکر ما یستحب للإمام أن یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم عند ابتداء قرأۃ فاتحۃ الکتاب وفی ذکر ما یستحب للمرء الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم فی الموضع الذی وصفناہ وإن کان الجھر والمخافتۃ بھما جمیعا طلقا مباحا (5/100-104) رقم الحدیث: 1798 و 1801؛ سنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب جھر الإمام بالتامین (58/2)؛ مستدرک حاکم، کتاب الصلاۃ، باب إن رسول اللہ ﷺ قرأ فی الصلاۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم (232/1)؛ سنن الدار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاۃ (1/306-305)

مندرجہ بالا سارے رواۃ اپنی اپنی سند کے ساتھ خالد سے بیان کرتے ہیں، وہ سعید ابی ہلال سے، وہ نعیم المجمر سے، وہ کہتے ہیں:

صَلَّیْتُ وَرَآءَ أَبِی ھُرَیْرَۃَ............الی آخر الحدیث



---

[1] الکواکب النیرات، ص: 468

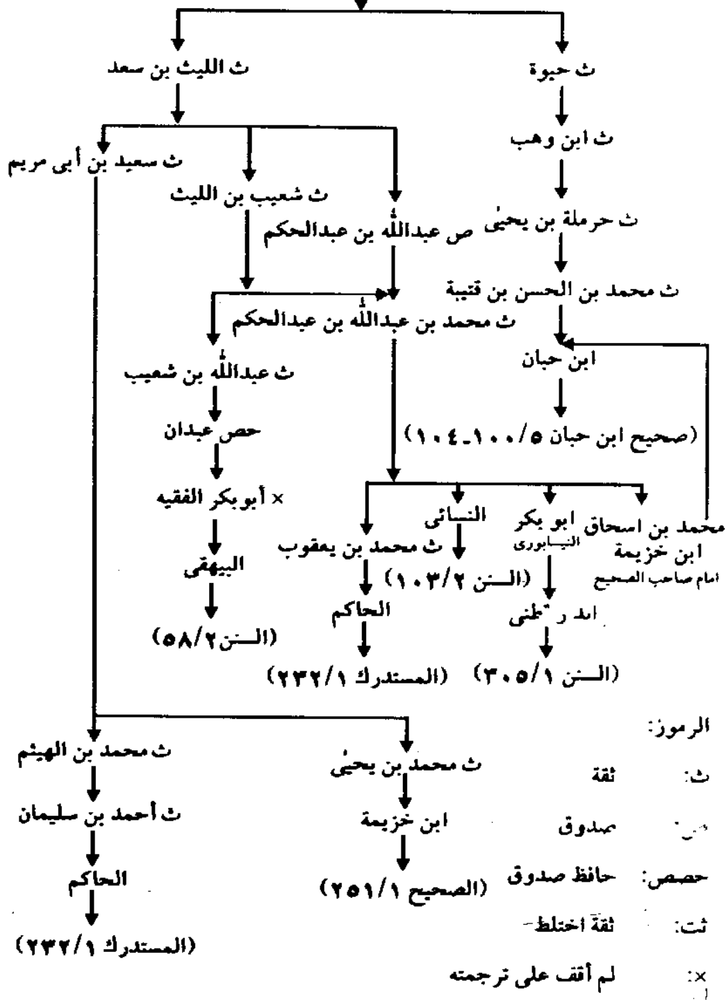
الحديث الثالث

أبو هريرة رضی الله عنه

ث نعيم المجمر

ثت سعيد بن أبی هلال

ث خالد بن يزيد



تیسری حدیث کا حکم:

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اپنی سنن میں تخریج کے بعد فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ ①

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ مستدرک میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ روایت شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے، لیکن انھوں نے اس کو تخریج نہیں کیا۔ ②

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ خلافیات میں فرماتے ہیں: اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، ان کی عدلات پر اجماع ہے اور صحیح میں ان کی حدیث کو بطورِ حجت اور دلیل لیا گیا ہے۔ ③

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں فرماتے ہیں: ہمیں ابو بکر بن حارث نے خبر دی، وہ کہتے ہیں علی بن عمر الحافظ نے فرمایا: یہ سند حسن ہے، مراد ان کی اسی حدیث کی سند تھی۔ ④

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حاکم کی موافقت کرتے ہوئے فرمایا: یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔ ⑤ شیخ شعیب الارنوؤط فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔ ⑥

اور مزید شیخ شعیب الارنوؤط فرماتے ہیں: اس حدیث کی ابن حبان والی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ⑦

اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف سنن نسائی میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ ⑧

---

① سنن الدار قطنی: 306/1

② مستدرک حاکم: 232/1

③

④ سنن الکبری للبیہقی: 58/2

⑤ مستدرک حاکم: 232/1

⑥ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: 105/5

⑦ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: 100/5

⑧ ضعیف سنن نسائی للألبانی، ص: 29، رقم الحدیث: 36

فضیلۃ الشیخ محمد مظفر الشیر ازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں، جس طرح کہ میں نے اس حدیث کی سندوں کے شجرہ اور جدول میں اس چیز کو بیان کر دیا ہے، ہاں دارقطنی کی روایت میں ایک راوی صدوق ہے اور وہ عبداللہ بن عبدالحکم ہے جو کہ محمد بن عبداللہ بن حکم کے والد محترم ہیں۔

اور امام بیہقی کی سند میں عبدان راوی ہے، حافظ اور صدوق ہے باقی سارے کے سارے رواۃ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

اور شیخ حماد الانصاری شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن أبی ہلال کے ضعف کے بارہ میں حافظ ابن حزم کی پیروی کی ہے جب کہ وہ اس موقف میں درست نہیں ہیں۔[1]

اور سعید بن أبی ہلال کا الکواکب النیرات میں ملحق اول میں تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن یہ بات میرے لیے واضح نہیں ہو سکی کہ خالد بن یزید نے ان سے روایت اختلاط سے پہلی لی ہے یا بعد میں۔''[2]



[1] الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات، ص: 468، للملحق الأول

[2] المصدر السابق... نفسہ

چوتھی حدیث:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم کو (1) اسحاق بن منصور نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (2) عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہم کو (3) حماد بن سلمہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (4) سہیل بن ابی صالح نے بیان کیا، وہ اپنے (5) باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ (6) عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتی ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ"۔

''یہودی تمھاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمھارے سلام کہنے (ایک دوسرے کو) اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔''

راویانِ حدیث کا مختصر تعارف:

(1) اسحاق بن منصور بن بہرام الکوسج ان کا نام، ابو یعقوب کنیت اور التمیمی، المروزی ان کی نسبت ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں، ثقہ اور ثبت ہیں، گیارہویں طبقہ کے راوی ہیں۔[1]

(2) عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید بن ذکوان ان کا نسب اور التمیمی، العنبری، التنوری ان کی نسبت اور ابو سہل البصری ان کی کنیت ہے۔ صدوق اور ثبت ہیں، اصحاب صحاح ستہ نے بھی ان سے حدیث لی ہے، نویں طبقہ کے راوی ہیں۔[2]

(3) حماد بن سلمہ بن دینار البصری ان کا نام اور ابو سلمہ ان کی کنیت ہے۔ ثقہ، عابد اور اثبت الناس ہیں، آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا، بخاری معلق، مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور آٹھویں طبقہ کے کبار لوگوں میں سے ہیں۔[3]

---

[1] ابن حجر، تقریب التہذیب، صفحہ نمبر: 103، ترجمہ نمبر: 384

[2] ابن حجر، تقریب التہذیب، صفحہ نمبر: 365، ترجمہ نمبر: 4080

[3] ابن حجر، تقریب التہذیب، صفحہ نمبر: 178، ترجمہ نمبر: 1499

(4) سہیل بن ابی صالح ذکوان السمان ان کا نام، ابو یزید المدنی ان کی کنیت ہے۔صدوق ہیں، آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور صحاح ستہ کے راوی ہیں، چھٹے طبقہ سے ہیں اور خلیفہ منصور کی خلافت میں فوت ہوئے۔ ①

(5) ذکوان ان کا نام ابو صالح السمان الزیات ان کی کنیت اور المدنی ان کی نسبت ہے۔ ثقہ اور ثبت راوی ہیں اور کوفہ کی طرف تیل وغیرہ کی تجارت کرتے تھے، تیسرے طبقہ میں سے ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں، 101 ہجری میں فوت ہوئے۔ ②

(6) عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا ان کا نام ہے، ام المؤمنین ہیں۔فقیہ امت کے لقب کے ساتھ معروف ہیں اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام ازواج مطہرات سے برتر مقام والی حاملہ تھیں، 57 ہجری میں فوت ہوئی ہیں۔ ③

حدیث کی تخریج:

سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الجهر بآمين (278/1) رقم الحديث: 856؛ صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلاة، باب ذكر حسد اليهود المؤمنين على التأمين (287/1) رقم الحديث: 574

امام ابن ماجہ اور امام ابن خزیمہ دونوں اپنی اپنی سند کے ساتھ سہیل بن ابی صالح سے بیان کرتے ہیں، وہ اپنے باپ سے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی کائنات ﷺ سے بیان کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ"۔

''یہودی تمھاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمھارے سلام اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

---

① ابن حجر، تقریب التهذیب، صفحہ نمبر: 259، ترجمہ نمبر: 2675

② ابن حجر، تقریب التهذیب، صفحہ نمبر: 203، ترجمہ نمبر: 1841

③ الإصابة فی تمييز الصحابة (359/4) ترجمہ نمبر: 704

یہ الفاظ سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

اور ابن خزیمہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْكَ ۔ فی حدیث طویل وفیه: "إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حُسَّدٌ وَهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْئٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَا عَلَى السَّلَامِ وَعَلٰى آمِيْنَ"۔

''عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے محمد! تجھے موت آ جائے، تو نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں کہا: عَلَيْكَ ''کہ تجھ پر'' اور ایک لمبی حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود حاسد قوم ہیں اور وہ ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ ہمارے سلام اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

اس حدیث کو امام احمد نے مسند احمد (6/134،135) اور امام بیہقی نے سنن الکبری میں کتاب الصلوٰۃ، باب التأمین (2/56) پر رقم کیا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں راوی اپنی اپنی سند کے ساتھ محمد بن الاشعث سے بیان کرتے ہیں، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَأَذِنَ لَهٗ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْكَ ۔ وفيه ۔ إِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَا عَلٰى شَيْئٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَا عَلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الَّتِيْ هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَضَلُّوْا عَنْهَا وَعَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ: "آمِيْنَ"۔

''ایک دفعہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس تھی کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی (نبی کریم ﷺ

پر داخل ہو کر) پس اس نے کہا: آپ پر موت آ جائے تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں کہا: عَلَیْکَ یعنی تجھ پر آئے۔''

اور اسی حدیث میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہودی تمہاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ تمہارے جمعہ کے دن پر کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور یہودیوں کو اس دن سے پھسلا دیا اور محروم کر دیا اور ہمارے قبلہ پر جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور جس سے یہودی گمراہ ہو گئے اور ہمارا امام کے پیچھے آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

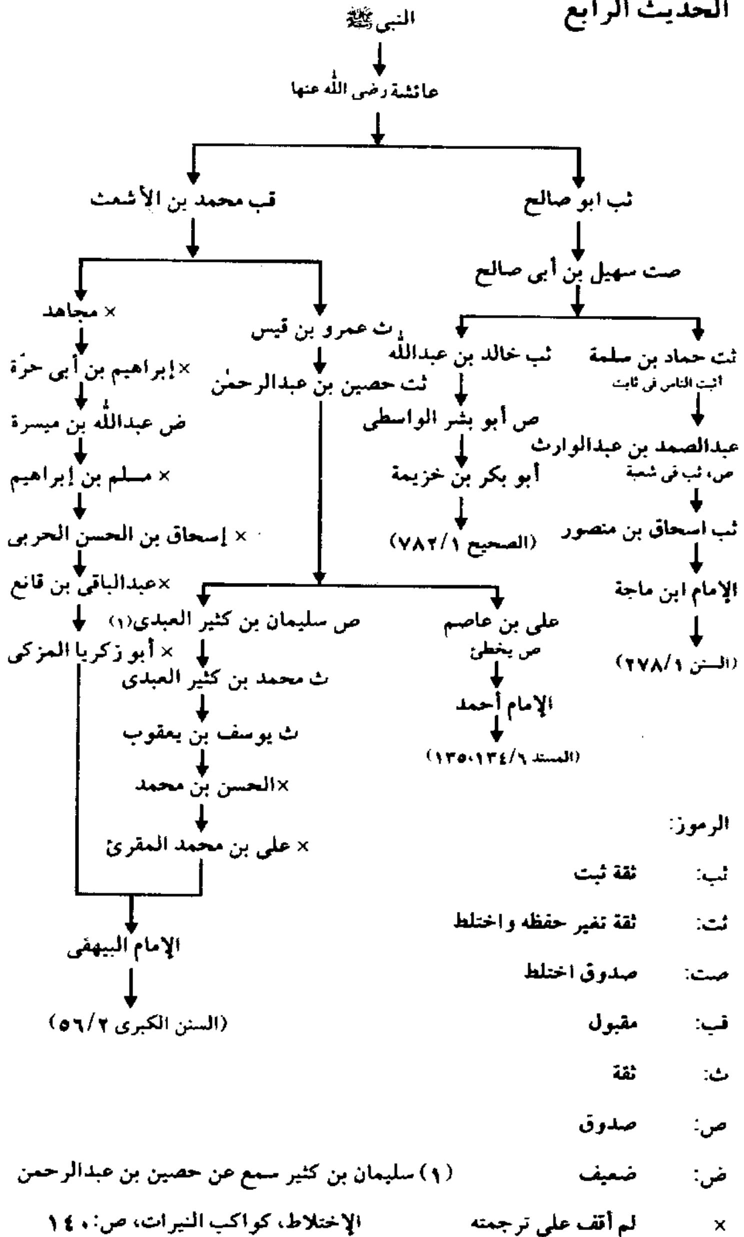
اور مسند احمد کے یہاں یہ الفاظ اور امام بیہقی کی وہ روایت جس کو وہ اپنے شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن علی المقری سے روایت کرتے ہیں، کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔

اور ابی زکریا بن ابی اسحاق المزکی کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

لَمْ یَحْسُدُوْنَا الْیَهُوْدُ بِشَیْئٍ مَا حَسَدُوْنَا بِثَلَاثٍ ، التَّسْلِیْمِ، وَالتَّامِیْنِ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔

''یہودی ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ تین چیزوں سلام کہنے، آمین کہنے اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے کی وجہ سے کرتے ہیں۔''




الحديث الرابع
النبي ﷺ
عائشة رضی الله عنها
ثب ابو صالح
قب محمد بن الأشعث
صت سهيل بن أبی صالح
× مجاهد
ث عمرو بن قيس
ثب خالد بن عبدالله
ثت حماد بن سلمة
أثبت الناس في ثابت
×إبراهيم بن أبی حرّة
ثت حصين بن عبدالرحمٰن
ص أبو بشر الواسطی
ض عبدالله بن ميسرة
عبدالصمد بن عبدالوارث
ص، ثب فی شعبة
أبو بكر بن خزيمة
× مسلم بن إبراهيم
ثب اسحاق بن منصور
× إسحاق بن الحسن الحربی
(الصحيح ۱/ ۷۸۲)
×عبدالباقی بن قانع
الإمام ابن ماجة
ص سليمان بن كثير العبدی(۱)
علی بن عاصم
ص يخطئ
× أبو زكريا المزكی
ث محمد بن كثير العبدی
(السنن ۱/ ۲۷۸)
الإمام أحمد
ث يوسف بن يعقوب
(المسند ۶/ ۱۳۴، ۱۳۵)
الحسن بن محمد×
× علی بن محمد المقرئ
الإمام البيهقی
(السنن الكبری ۲/ ۵۶)
الرموز:
ثب: ثقة ثبت
ثت: ثقة تغير حفظه واختلط
صت: صدوق اختلط
قب: مقبول
ث: ثقة
ص: صدوق
ض: ضعيف
× لم أقف علی ترجمته
(۱) سليمان بن كثير سمع عن حصين بن عبدالرحمن
الإختلاط، كواكب النيرات، ص: ۱۴۰

چوتھی حدیث کا حکم:

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح سنن ابن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔①

اور اسی طرح اس حدیث کو سلسلہ صحیحہ میں بھی ذکر کیا ہے۔②

اور دکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔③

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اسی حدیث کی ابن خزیمہ والی سند کے بارہ میں گفتگو کی تو فرمایا:

''میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اور صحیح کے راوی ہیں۔''④

اور ابو بشر الواسطی ان کا نام اسحاق بن شاہین ہے اور وہ امام بخاری کے مشائخ میں سے ہیں۔

اور امام بوصیری ''زوائد'' میں فرماتے ہیں: یہ سند صحیح ہے اور اس کے تمام راویوں کے ساتھ امام مسلم نے دلیل اور حجت پکڑی ہے۔⑤

اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی اور بھی مختلف سندیں ہیں۔

حصین بن عبدالرحمن عمرو بن قیس سے بیان کرتے ہیں وہ محمد بن الاشعث سے، وہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع بیان کرتے ہیں اور فرمایا کہ یہ سند جید ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں، محمد بن الاشعث کے علاوہ باقی سارے راوی مسلم کے ہیں اور ان کو امام ابن

---

① صحیح سنن ابن ماجة للألبانی، (142/1) رقم الحدیث: 697

② سلسلة الصحیحة للألبانی، (312/2) رقم الحدیث: 691

③ صحیح ابن خزیمة، بتحقیق محمد مصطفی الاعظمی (287/1)

④ سلسلة الصحیحة للألبانی، (312/2) رقم الحدیث: 691

⑤ سنن ابن ماجة، (278/1) رقم الحدیث: 856

حبان نے ثقہ قرار دیا ہے، ان سے ایک بہت بڑی جماعت روایت کرتی ہے اور کبار تابعین میں سے ہیں اور فرمایا کہ اس کے ترجمہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث شاہد ہے ان الفاظ کے ساتھ:

إِنَّ الْيَهُودَ لَيَحْسُدُونَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ وهو الصحيح۔ [1]

''بے شک یہودی تمھارے سلام کہنے اور آمین کہنے پر تمھارے ساتھ حسد کرتے ہیں۔'' اور وہ حدیث صحیح ہے۔

فضیلۃ الشیخ استاذی محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث اپنے تمام طرق اور تمام سندوں کے ساتھ صحیح ہے جیسا کہ آپ نے اس حدیث کی سندوں کے شجرہ اور جدول سے ملاحظہ کرلیا ہے۔



[1] سلسلۃ الصحیحۃ للألبانی، (2/313)، رقم الحدیث: 314

پانچویں حدیث:

امام طبرانی فرماتے ہیں ہم کو (1) معاذ بن المثنیٰ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (2) ابوالعالیہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو (3) شعبہ نے بیان کیا، وہ (4) سلمہ بن کہیل سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے (5) ابوعنبس سے سنا وہ (6) وائل الحضرمی سے بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: "آمِيْنَ" فَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ يَّسَارِهٖ۔

”انھوں (یعنی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا اس وقت آپ ﷺ نے آمین کہا، پس اپنی آواز کو آمین کہتے ہوئے تھوڑا مدہم رکھا اور اپنا دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور آپ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے۔“

راویانِ حدیث کا مختصر تعارف:

(1) معاذ بن المثنیٰ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان ان کا نام، ابو المثنیٰ کنیت اور العنبری نسبت ہے۔ بغداد کے رہنے والے تھے، محمد بن کثیر العبدی وغیرہ سے روایت لی ہے اور ثقہ ہیں۔ 208ہجری میں پیدا ہوئے، 286ہجری کو سوموار والے دن ربیع الاول کے دو دن ابھی باقی تھے تو فوت ہو گئے۔ باب الکوفہ کے مقبرہ میں کریمی کے پہلو میں دفن ہوئے، طبرانی اور خطیب بغدادی نے ان سے روایت لی ہے۔[1]

(2) ہشام بن عبدالملک ان کا نام، ابوالولید کنیت اور الطیالسی البصری ان کی نسبت ہے۔

---

[1] خطیب بغدادی، (136/13) ترجمہ نمبر: 7121

نویں درجہ کے ثقہ اور ثبت راوی ہیں، 27 کو فوت ہوئے، ان کی کل عمر 94 برس تھی، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ [1]

(3) شعبہ بن الحجاج بن ورد العتکی ان کا نام، ابو بسطام کنیت اور الواسطی البصری نسبت ہے۔ ثقہ، حافظ اور متقن ہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اور یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عراق میں رجال کے بارہ میں جانچ پڑتال کی اور سنت نبوی ﷺ کا دفاع کیا اور ساتویں طبقہ کے عابد آدمی تھے، 60 ہجری میں فوت ہوئے اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ [2]

(4) سلمہ بن کہیل، ان کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

(5) ابو عنبس وہ حجر بن عنبس ہیں، ان کا ترجمہ بھی گزر چکا ہے۔

(6) وائل بن حجر الحضرمی، ان کا ترجمہ بھی گزر چکا ہے۔

حدیث کی تخریج:

مسند أحمد (316/4)؛ مسند الطیالسی (ص:138) رقم الحدیث: 1024؛ سنن الدار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب التأمین بعد فاتحۃ الکتاب والجھر بھا (334/1)؛ معجم الکبیر للطبرانی (45/22)؛ سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب جھر الإمام بالتأمین (57/2)

مندرجہ بالا پانچوں آئمہ اپنی اپنی سند کے ساتھ شعبہ سے بیان کرتے ہیں، وہ سلمہ بن کہیل سے، وہ حجر بن ابی العنبس سے، وہ فرماتے ہیں: میں نے علقمہ کو وائل سے بیان کرتے ہوئے سنا ہے یا حجر نے اس کو وائل سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو جب آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

---

[1] ابن حجر، تقریب التھذیب، صفحہ نمبر: 573، ترجمہ نمبر: 7301

[2] ابن حجر، تقریب التھذیب، صفحہ نمبر: 266، ترجمہ نمبر: 2790

الضَّآلِّیْنَ﴾ پڑھا تو آپ نے آمین کہی اور آمین کہتے ہوئے آپ نے اپنی آواز کو تھوڑا سا مخفی رکھا اور اپنا دائیاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا۔

مگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کی زیادتی کو ذکر نہیں کیا:

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى وَسَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ۔

"اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا۔"

اور حجر ابوالعنبس ان مذکورین آئمہ کی سندوں میں وائل بن حجر سے علقمہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور طبرانی کی روایت میں جس کو وہ اپنے شیخ معاذ بن المثنیٰ اور ابی مسلم الکجی بیان کرتے ہیں، وہ علقمہ کے واسطہ کے بغیر ہے جیسا کہ آپ جدول سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اور امام طبرانی نے بھی اپنی معجم الکبیر (22/43، 44) میں معاذ المثنیٰ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں ہم کو ابوالولید نے بیان کیا ہے اور ابی مسلم الکجی کہتے ہیں ہم کو حجاج بن نصیر نے بیان کیا، یہ دونوں شعبہ سے وہ سلمہ بن کہیل سے وہ کہتے ہیں میں نے حجر ابوالعنبس سے سنا وہ وائل الحضرمی سے بیان کرتے ہیں کہ:

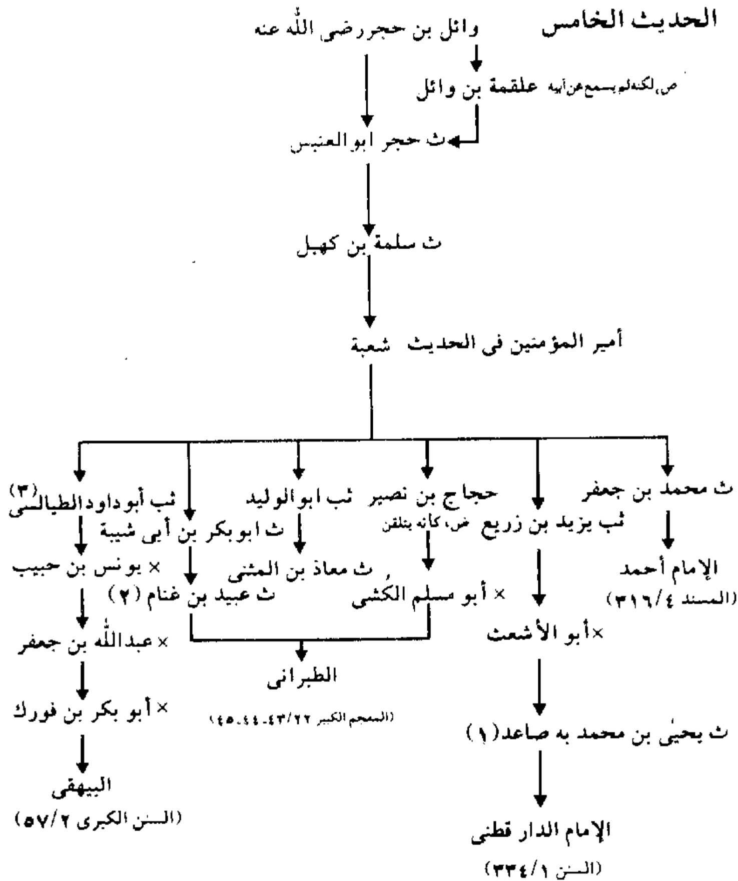
أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَالَ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ، وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَجَعَلَهُمَا عَلٰى بَطْنِهٖ وَكَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ تَسْلِيْمَتَيْنِ۔ هذا لفظ أبي مسلم الكجي۔

"انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا تو آمین کہا اور اپنی آواز کو آمین کہتے ہوئے پست رکھا اور

اپنا دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو اپنے پیٹ پر رکھا اور جب آپ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو ساتھ کہتے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور اپنے دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے۔'' اور یہ الفاظ ابی مسلم الکجی کے ہیں۔



الحديث الخامس



الرموز:

ث: ثقة

ص: صدوق

ثب: ثقة ثبت

ض: ضعیف

× لم أقف علی ترجمتہ

(١) تاریخ بغداد (١٤/٣١) برقم: ٧٥٣٧
(٢) سیر أعلام النبلاء (١٣/٥٥٨) برقم: ٢٨٢
(٣) المسند، ص: ١٣٨

پانچویں حدیث کا حکم:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی میں فرماتے ہیں:

''ابن وائل کی اس حدیث کو شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے، انھوں نے ابی العنبس سے انھوں نے علقمہ سے وہ اپنے باپ وائل سے بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: آمِينَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ.

''بے شک نبی ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آپ نے آمین کہا اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھا۔''

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے: آمین کے بارہ میں شعبہ کی حدیث سے سفیان کی حدیث زیادہ صحیح اور درست ہے۔

اس حدیث کو بیان کرنے میں شعبہ متعدد جگہوں پر غلطی کر گئے ہیں:

1۔ شعبہ نے کہا: عن حجر ابی العنبس یہ درست نہیں ہے، کیونکہ ان کا صحیح نام حجر بن عنبس ہے اور ان کی کنیت ابو سکن ہے۔

2۔ شعبہ نے اس حدیث میں زیادتی کی ہے۔ عن علقمہ بن وائل، حالانکہ اس میں علقمہ سے روایت نہیں ہے بلکہ حجر بن عنبس سے روایت ہے اور وہ وائل بن حجر سے بیان کرتے ہیں۔

3۔ شعبہ نے کہا: خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ کہ آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو آپ نے پست رکھا۔ یہ الفاظ نہیں بلکہ درست الفاظ یہ ہیں: مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ کہ آمین کہتے ہوئے آپ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کے بارہ میں ابو

زرعہ سے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: آمین کے بارہ میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

اور فرمایا: اس حدیث کو علاء بن صالح الاسدی نے سلمہ بن کہیل سے سفیان کی روایت کی طرح ہی بیان کیا ہے۔[1]

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بات کہی جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بارہ میں کہی، پھر حدیث کو اپنی سند کے ساتھ شعبہ سے بیان کیا، انھوں نے سلمہ بن کہیل سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں میں نے حجر ابوالعنبس سے سنا، وہ وائل الحضرمی سے بیان فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہا تو اس وقت آپ نے اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہا۔

اس حدیث کو وائل بن حجر سے ثوری کی روایت کی طرح دو اور مختلف سندوں سے بیان کیا گیا ہے۔

اور مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر کہا جائے کہ امام عینی حنفی نے بھی اس چیز کا جواب دیا ہے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ کی طرف ان کی دوسری غلطی سے منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ: امام شعبہ کا یہ کہنا: زَادَ فِیْہِ عَلْقَمَۃُ (اس میں علقمہ نے کچھ الفاظ کی زیادتی کی ہے) یہ کہنا مضر نہیں ہے، کیونکہ ثقہ کی زیادتی قبول ہوتی ہے اور خصوصی طور پر جب کوئی شعبہ جیسا آدمی ہو تو وہ تو بالاولیٰ قبول ہے۔''

اور فضیلۃ الشیخ مظفر الشیرازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ ابھی آپ نے پڑھ لیا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ راویوں کے بارہ میں بہت سی زیادہ غلطیاں کر جاتے ہیں اور پھر یہ بات بھی عیاں ہے کہ

[1] جامع ترمذی، (2/28،29)

یہاں پر اس زیادتی کو بیان کرنے میں شعبہ متفرد ہیں، کسی بھی ثقہ اور ضعیف راوی نے اس زیادتی میں ان کی متابعت اور موافقت نہیں کی، بلکہ اس زیادتی کا ذکر کرنے میں سفیان، علاء بن صالح اور محمد بن سلمہ نے شعبہ کی مخالفت کی ہے، انھوں نے اپنی روایت میں اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا۔

اور اس بات کو خصوصیت سے یاد رکھیں کہ سفیان شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں اور یہ بات مسلم ہے کہ جب سفیان مخالفت کرنے والے ہوں تو اس وقت سفیان کی بات مقدم ہو گی اور ان ساری چیزوں کے باوجود سید المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر نص قائم کی ہے کہ شعبہ اس زیادتی میں غلطی کر گئے ہیں۔

ان سارے دلائل سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس زیادتی کو بیان کرنے میں شعبہ غلطی کر گئے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(وَقَالَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ وَاِنَّمَا هُوَ مَدَّبِهَا صَوْتَهُ)

''شعبہ نے کہا کہ آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھا، جب کہ صحیح الفاظ ہیں کہ آمین کو کہتے ہوئے اپنی آواز کو لمبا کیا۔''

یہ وہ تیسری جگہ ہے ان جگہوں میں سے جہاں پر شعبہ سے خطا اور غلطی ہو گئی ہے۔

پس شعبہ کا قول خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ یہ غلطی اور خطا ہے جب کہ درست یہ ہے مَدَّبِهَا صَوْتَهُ جس طرح کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

اور اگر یہ بات کہی جائے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی ثقہ، ثبت اور امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اور ان دونوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو دوسرے سے زیادہ غلطی کرنے والا ہو۔

اور اگر کہنے والا یہ کہے کہ سفیان کو اپنے اس قول میں غلطی لگی مَدَّبِهَا صَوْتَهُ تو پھر کون سی

دلیل ہے جو اس چیز کی نشان دہی کرتی ہے کہ یہاں پر غلطی کرنے والے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تو فضیلۃ الشیخ محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم نے کہا کہ یہاں پر متعدد ایسی ادلہ ہیں جو شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخطی ہونے پر دلالت کرتی ہیں، ان دلائل میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ثقہ، حافظ ہیں، لیکن حفظ میں دونوں مساوی اور ایک پائے کے نہیں ہیں، بلکہ سفیان زیادہ حافظ ہیں اور اس بات کو شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود تسلیم کیا ہے اور اس پر نص قائم کی ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الحفاظ میں رقمطراز ہیں: كَانَ شُعْبَةُ يَقُوْلُ: سُفْيَانُ اَحْفَظُ مِنِّیْ کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ حفظ واتقان میں مجھ سے آگے ہیں۔

اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الحفاظ میں دوسری جگہ فرماتے ہیں: صالح بن جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سفیان رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے احفظ ہیں۔ [1]

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تہذیب التہذیب میں سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ باندھتے ہوئے فرماتے ہیں: قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ وَاَبُوْ زُرْعَةَ وَابْنُ مُعِيْنٍ هُوَ أَحْفَظُ مِنْ شُعْبَةَ [2] امام ابو حاتم، امام ابو زرعہ اور ابن معین نے فرمایا کہ سفیان شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں۔

2۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب شعبہ سفیان کی مخالفت کریں گے تو اس وقت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو اہمیت وفوقیت حاصل ہوگی۔

3۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ اس میں کسی

---

[1] تذکرۃ الحافظ للذہبی (203/1)

[2] ابن حجر، تہذیب التہذیب (111/4) ترجمہ نمبر: 199

ثقہ اور نہ ہی کسی ضعیف آدمی نے ان کی متابعت وموافقت کی ہے۔

جب کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا: مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ اس میں دو آدمیوں نے ان کی متابعت کی ہے: ایک علاء بن صالح ہیں انھوں نے اس حدیث کو سلمہ بن کہیل سے سفیان کی حدیث کی طرح ہی روایت کیا ہے اور علاء بن صالح ثقہ راوی ہیں۔

اور دوسرے راوی محمد بن مسلمہ ہیں، شعبہ کی روایت کو بیان کرنے کے بعد امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ اس طرح نہیں ہیں جس طرح شعبہ نے کہا ہے وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ اس کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ یہ شعبہ کو وہم ہوا ہے، کیونکہ سفیان ثوری، محمد بن مسلمہ اور ان کے علاوہ دیگر راویان حدیث نے اس حدیث کو سلمہ بن کہیل سے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا تھا۔

اور محمد بن مسلمہ ضعیف ہیں اور اس سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ سفیان کی ثقہ اور ضعیف دونوں نے متابعت کی ہے، جب کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی نہ کسی ثقہ نے اور نہ ہی کسی ضعیف راوی نے متابعت کی ہے۔''

فضیلۃ الشیخ محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ سفیان والی حدیث کے الفاظ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ یہ ہی درست الفاظ ہیں اور شعبہ والی روایت کے الفاظ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ یہ غلطی ہے درست الفاظ نہیں ہیں تو پھر آپ کے سامنے یہ بات اظہر من الشمس اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ آمین بآواز بلند کہنا اور جہراً کہنا ہی راجح اور قوی عمل ہے۔''[1]

---

[1] المبارکفوری، تحفۃ الأحوذی شرح جامع ترمذی (210/1)

دوسری مبحث:

ان آثار کے بارہ میں جو امام اور مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق وارد ہوئے ہیں

پہلا اثر:

امام عبدالرزاق، ابن جریج سے بیان کرتے ہیں اور وہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے قال قلت له أكان ابن الزبير يؤمن على إثر أم القرآن؟ قال نعم، ويؤمن من وراءه حتى إن للمسجد للجة ثم قال إنما آمين دعاء وكان ابو هريرة يدخل المسجد وقد قام الإمام قبله فيقول لا تسبقني بآمين[1] - إسناده صحيح۔

''ابن جریج عطاء سے بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ کیا ابن زبیر سورۂ فاتحہ مکمل ہونے کے بعد آمین کہا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب میں کہا: ہاں کہا کرتے تھے، وہ بھی اور جو ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والے ہوتے تھے وہ بھی اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی، پھر انھوں نے کہا کہ آمین دعا ہے۔''

---

[1] عبدالرزاق، المصنف، ابواب القرأة، باب آمین (98/2) حدیث نمبر: 263 اور اس کی سند میں ابن جریج ہیں جن کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہے، اموی اور مکی ان کی نسبت ہے، ثقہ اور فقیہ آدمی ہیں، مدلس بھی ہیں اور ارسال بھی کرتے ہیں، چھٹے طبقہ کے آدمی ہیں۔ تقریب التہذیب، ص: 363 ترجمہ نمبر: 4193 لیکن اس اثر میں انھوں نے تدلیس نہیں کی بلکہ تصریح کی ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا اور وہ عطاء بن ابی رباح القرشی ہیں، المکی، ثقہ، فقیہ اور فاضل آدمی ہیں، لیکن ارسال بہت زیادہ کرتے ہیں، تقریب التہذیب، ص: 391 ترجمہ نمبر: 4591

دوسرا اثر:

امام عبدالرزاق ابن جریج سے بیان کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ کیا آپ آمین کہتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: **لا ادعها أبدا** میں آمین کبھی بھی نہیں چھوڑتا، کہا: اثر ام القرآن فی المکتوبۃ والتطوع سورۂ فاتحہ کے بعد فرضی اور نفلی دونوں نمازوں میں؟ تو انھوں نے جواب میں کہا: ولقد کنت أسمع الأئمۃ یقولون علی اثر ام القرآن میں نے آئمہ سے سنا تھا وہ سورۂ فاتحہ مکمل کرنے کے بعد خود بھی آمین کہتے تھے اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والے بھی اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے تھے حتی ان للمسجد للجۃ[1] حتی کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ اسنادہ صحیح

تیسرا اثر:

امام عبدالرزاق داود بن قیس سے بیان کرتے ہیں وہ منصور بن میسرہ سے وہ کہتے ہیں:

صَلیت مع ابی ہریرۃ فکان إذا قال ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فقال: "آمین" حتی یسمعنا فیؤمّن من خلفہ وکان یکبر بنا ھذا التکبیر إذا رکع وإذا سجد۔[2]

''میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی تو وہ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تو آمین کہتے حتی کہ وہ اپنی آواز ہمیں بھی سناتے تھے اور جو ان کے پیچھے نماز ادا کرتے تو وہ بھی آمین کہتے تھے۔''

چوتھا اثر:

امام عبدالرزاق ابن جریج سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مجھے طاؤس کے بیٹے نے بیان کیا کہ:

---

[1] مصنف عبدالرزاق، أبواب القرآۃ، باب آمین: 2/98، رقم: 2643

[2] مصدر سابق، 2/96، رقم: 2634

لا يعلم أباه إلّا كان يقولها الإمام ومن ورآءه۔[1]

پانچواں اثر:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم کو امام وکیع نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو فطر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

أدركتُ النَّاسَ ولَهُم زَجَّةٌ في مَسَاجِدِهِمْ بآمين إذا قال الإمام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾۔[2]

''کہ میں نے لوگوں کو پایا ہے کہ جب ان کا امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو وہ اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے کہ ان کی مساجد گونج اٹھتی تھیں۔''

چھٹا اثر:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں ہم کو وکیع نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم کو ربیع نے بیان کیا، وہ عطاء سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

لقد كان في مسجدنا هذا بآمين لَجَّةٌ إذا قال الإمام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾۔[3] اسناده صحيح

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو ہماری یہ مسجد آمین سے گونج اٹھتی تھی۔''



---

[1] مصنف عبدالرزاق، 96/2 رقم: 2642، ابواب القرأة، باب آمين

[2] مصنف ابن ابی شیبة، 425/2 کتاب الصلوات، باب ماذكروا في آمين ومن كان يقولها

[3] للمصدر السابق، 426/2

دوسری فصل

یہ چار مباحث پر مشتمل ہے

پہلی مبحث:

اس میں سابقہ احادیث سے مستنبط فوائد کا اجمالاً تذکرہ ہے۔

دوسری مبحث:

جہری نماز میں امام کا باآواز بلند آمین کہنا اس کے بیان میں ہے۔

تیسری مبحث:

اس میں مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے بارہ میں علماء کے مذاہب کا تذکرہ ہے۔

چوتھی مبحث:

منفرد آدمی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے بارہ میں جب وہ جہری نمازوں میں قرأت کرے۔

پہلی مبحث:

اس میں سابقہ احادیث سے مستنبط فوائد کا اجمالی تذکرہ ہے

پہلی حدیث سے ماخوذ فوائد:

پہلا فائدہ:

حدیث نبوی ﷺ کے ظاہر سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ مقتدی کے لیے آمین کہنا اس وقت مشروع ہے جب امام آمین کہے گا، کیونکہ مقتدی کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، اس لیے اگر امام آمین چھوڑ دے تو مقتدی بھی آمین نہیں کہے گا اور یہ توجیہ بالکل کمزور اور ضعیف ہے، اگر امام نے آمین نہیں کہا تو مقتدی کے لیے بلند آواز سے آمین کہنا مستحب ہے قطع نظر اس بات کے کہ امام نے عمداً، جان بوجھ کر چھوڑا ہے یا بھول کر چھوڑا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ فَقُولُوا: "آمِينْ"۔

''کہ جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو''

دوسرا فائدہ:

اس حدیث سے اس بات پر استدلال لیا گیا ہے کہ مقتدی کا امام کے آمین کہنے کے بعد آمین کہنا مستحب ہے، کیونکہ مقتدی کے آمین کہنے کو امام کے آمین کہنے پر ''فاء'' کے ساتھ مرتب کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کا موقف یہ ہے کہ امام اور مقتدی کا

اکٹھا آمین کہنا مستحب ہے۔

ان شاء اللہ ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسرا فائدہ:

اور اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ امام جن نمازوں میں جہری قرأت کرتا ہے ان میں آمین بھی بلند آواز سے کہے گا اگر آمین جہری نہیں تو ایسی صورت میں لوگوں کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ معلق کیوں کیا گیا ہے؟

چوتھا فائدہ:

اس حدیث میں مقتدی کو امام کے پیچھے مطلق طور پر آمین کہنے کا حکم ہے اگر چہ مقتدی ذاتی طور پر جو فاتحہ پڑھ رہا ہے اس کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو، اگر امام نے ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہا تو مقتدی آمین کہے گا دو مشہور وجوہات میں سے ایک مشہور وجہ یہی ہے۔

پانچواں فائدہ:

نبی محترم ﷺ کی حدیث کی پیروی کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ کے فوراً بعد بغیر کسی زیادتی کے آمین پر اقتصار کرنا مستحب عمل ہے۔

چھٹا فائدہ:

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سماعت کے حوالہ سے ایسی قوت ادراک عطا فرمائی ہے کہ وہ آسمان پر ہونے کے باوجود بھی زمین پر بنو آدم جو بھی گفتگو کرتے ہیں ان کو سنتے ہیں۔

اور اس کی تفصیل بحث کے آخر میں ان شاء اللہ آئے گی۔

ساتواں فائدہ:

اور اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ جب لوگوں کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافقت کر جائے تو ان کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

حدیث کے ظاہر سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ گزشتہ جتنے گناہ ہوں صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔

اور علماء کرام نے اس حدیث کو اور اس جیسی دوسری احادیث نبویہ کو صرف صغیرہ گناہوں کو مٹانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور ان کا مؤقف یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

گویا کہ جب علمائے کرام نے اس کو بعض روایات میں صغیرہ گناہوں کے ساتھ مقید دیکھا تو انھوں نے دیگر روایات کو جن میں مطلق گناہوں کا تذکرہ ہے ان کو بھی اسی تقیید پر ہی محمول کر لیا، جیسا کہ صحیح حدیث ہے:

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ۔

''پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان کے دوران والے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

آٹھواں فائدہ:

اس حدیث میں امامیہ فرقہ کے دعویٰ کا رد ہو رہا ہے جو وہ کہتے ہیں کہ نماز میں آمین بآواز بلند کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ اس دعویٰ کے ساتھ سلف اور خلف کے اجماع کو توڑنے والے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اس کے بارہ میں کوئی صحیح یا ضعیف دلیل بھی موجود نہیں ہے۔

دوسری حدیث سے مستنبط ہونے والے فوائد:

پہلا فائدہ:

اس حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ﴿وَلَا

الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ نے آمین کہی اور ساتھ اپنی آواز کو بھی بلند کیا۔

اور اس حدیث کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: فَجَهَرَ بِآمِيْنَ کہ آپ نے بلند آواز کے ساتھ آمین کہا۔

اس روایت کے ان الفاظ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ امام جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے کہے گا۔

اس کی تفصیل دوسری مبحث میں آئے گی۔

دوسرا فائدہ:

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہو رہا ہے جو کہتے ہیں کہ امام جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے نہیں کہے گا۔

تیسری حدیث سے مستنبط ہونے والے فوائد:

پہلا فائدہ:

اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ امام جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے کہے گا اور مقتدیوں کا بھی جہری نمازوں میں آمین جہراً کہنا ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ:

سجدوں کے وقت، سجدوں سے اٹھتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے سے اٹھتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہنا بھی اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

تیسرا فائدہ:

جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ شروع کرتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

چوتھی حدیث سے مستنبط ہونے والے فوائد:

پہلا فائدہ:

اس حدیث سے یہودیوں کا جہری نمازوں میں مسلمانوں کا امام کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہنے سے حسد کرنا ثابت ہوتا ہے یعنی یہود اس وقت حسد کرتے ہیں جب وہ مسلمانوں کا بلند آواز سے آمین کہنا سنتے ہیں۔

دوسرا فائدہ:

امام اور مقتدی کا جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنے کا استدلال بھی اسی حدیث سے لیا گیا ہے، کیونکہ یہودیوں کا مسلمانوں پر حسد کرنا تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہنے سے ہوتا تھا اگر مخفی آواز سے آمین کہیں تو پھر ان کے حسد کرنے کا مفہوم ہی واضح نہیں ہوتا۔

تیسرا فائدہ:

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان جب ایک دوسرے پر سلام کہتے ہیں تو یہودی سلام کہنے سے حسد کرتے ہیں اسی وجہ سے جب وہ مسلمانوں پر سلام کہتے ہیں تو اس وقت وہ کہتے ہیں: **السام علیکم** یعنی تم پر موت وارد ہو۔

چوتھا فائدہ:

اسی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ہر وہ حکم جس میں یہودیوں کی مخالفت اور ان کے چڑنے کا بیان ہے ہمیں وہ کام کرنے کا اس وقت تک حکم ہے کہ جب تک وہ اس شریعت میں مشروع اور جائز ہے۔

پانچویں حدیث سے مستنبط مسائل:

اس حدیث سے جہری نمازوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے، لیکن یہ حدیث ایسی ہے جس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں

شعبہ سے خطا ہوئی ہے جو انھوں نے بیان کیا ہے کہ: فَاخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی آواز کو مخفی رکھا۔

صحیح الفاظ یہ ہیں:

مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔

''کہ نبی اکرم ﷺ نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو کھینچا۔''

اس پانچویں حدیث پر تفصیلی بحث پہلی مبحث کی پہلی فصل میں گزر چکی ہے اور یہ وہ بڑے بڑے فوائد جن کو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طرح التقریب علی التقریب'' میں ذکر کیا ہے۔

اور الجہر بالتأمین کے مسئلہ پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے جو کوئی اس سے زیادہ استفادہ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔



دوسری مبحث:

امام کے بلند آواز سے آمین کہنے کے بیان میں ہے

اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال درج ذیل ہیں:

احناف کا مذہب:

اس مسئلہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ امام آہستہ آواز سے آمین کہے گا اور امام حسن الشیبانی کی روایت میں جس کو وہ امام ابوحنیفہ سے بیان کرتے ہیں:

لَا يَقُوْلُهَا مُطْلَقًا اى سِرًّا وَلَا جَهْرًا[1]

''کہ امام مطلق طور پر آمین نہیں کہے گا نہ بلند آواز میں اور نہ ہی آہستہ آواز میں۔''

حنف کیے دلائل درج ذیل ہیں:

ا...... انھوں نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی روایت سے دلیل ہے:

اَنَّهُ ﷺ قَالَ: آمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ[2]

''نبی ﷺ نے آمین کہا اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھا۔''

ب...... اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ بھی انھوں نے دلیل لی ہے:

---

[1] الزیلعی، تبین الحقائق شرح کنز الدقائق (113/1، 114) اور زین الدین الحنفی البحر الرائق شرح کنز الدقائق (331/1)؛ ابن الھمام الحنفی، شرح فتح القدیر علی الھدایة (295/1) اور دیکھیے: ابن عابدین حاشیہ رد المختار علی الدر المختار (475/1، 476، 496) اور دیکھیے: المرغینانی الھدایة شرح بدایة المبتدی مع شرح فتح القدیر (294/1، 495) اور دیکھیے: اکمل الدین البابرتی، شرح العنایة علی الھدایة مع فتح القدیر (295/1، 296)

[2] مسند أحمد (316/4)

"اَرْبَعٌ يُخْفِيْنَ الْإِمَامُ التَّعَوُّذُ، وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّأْمِيْنُ وَالتَّحْمِيْدُ" ۔[1]

"چار چیزیں ایسی ہیں جن کو امام پست آواز سے کہے گا: تعوذ، بسم اللہ، آمین اور الحمد للہ۔"

احناف کے دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

احناف کی پہلی دلیل جس سے وہ امام کے بلند آواز سے آمین کہنے کی معدومیت پر دلیل پکڑتے ہیں وہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ: آمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ۔

احناف کا اس روایت سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔

اور اس روایت پر کلام مبحث اول کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے اس کی طرف رجوع کریں، یہاں پر اس کو دوبارہ پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اور احناف کا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ استدلال لینا یہ بھی ان کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ تو حقیقت میں ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

اور اگر یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ثابت ہو جائے اور اس کی سند بھی ان تک صحیح ہو، پھر بھی اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جا سکتی کیونکہ یہ صحیح حدیث نبوی کے صریح مخالف آ رہا ہے اور وہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی ہے جو سفیان ثوری کی روایت کے ساتھ ہے وہ سلمہ بن کہیل سے بیان کرتے ہیں وہ حجر بن العنبس سے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ قَالَ

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ، (1/410، 411)، کتاب الصلوات، باب من کان لا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم

آمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔

وفی روایۃ لأبی داود قَالَ: آمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ۔

"رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا اور آمین کہی اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو کھینچا۔"

"اور ابو داود کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ آپ نے آمین کہا اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا۔"

اس حدیث کی تخریج مبحث اول کی پہلی فصل میں گزر چکی ہے، وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور ابو داود کی ایک دوسری روایت ہے، اس کے الفاظ یوں ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَهَرَ بِآمِيْنَ۔

"کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی، پس آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہا۔"

اور احناف نے اپنے مذہب کی تائید کے لیے اس کی جو علت پیش کی ہے، وہ یہ ہے کہ آمین ایک دعا ہے اور دعا کی بنیاد ہی یہ ہے کہ وہ مخفی ہوتی ہے۔

اور ان کی اس علت کا جواب دیتے ہوئے مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں ان بعض لوگوں کے استدلال کی مضبوطی پہلی شکل کی بنیاد پر وہ اس طرح کہ آمین ایک دعا ہے اور اس کو مخفی رکھنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾[1] "پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستگی سے۔" تو اس لحاظ سے آمین کو بھی مخفی کہنا چاہیے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے اگر کلیہ صغریٰ اور کلیہ کبریٰ کی صحت ثابت ہو جائے تو نتیجہ بھی درست ہو جائے گا۔ لیکن کلیہ صغریٰ کی صحت میں نظر ہے

---

[1] سورۃ الأعراف:55

کہ: ہم نہیں تسلیم کرتے کہ آمین دعا ہے بلکہ ہم تو یوں کہتے ہیں کہ آمین دعا کے لیے ایسے ہی ہے جیسے خط کے لیے مہر ہوتی ہے جیسا کہ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے ابی زہیر النمیری کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ:

"اِنَّ آمِيْنَ مِثْلَ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ"۔

''بے شک آمین خط پر مہر کی طرح ہے۔''

پھر انھوں نے اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا:

"اِنْ خَتَمَ بِآمِيْنَ فَقَدْ أَوْجَبَ"۔[1]

''کہ اگر دعا آمین کے ساتھ ختم ہوتی ہے تو اس کی قبولیت واجب ہو جاتی ہے۔''

اور اگر ہم تسلیم کر لیں کہ آمین دعا ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اصلاً مستقل طور پر دعا نہیں ہے بلکہ یہ کہ جو توابع چیزیں ہیں ان میں سے ہے اسی لیے اکیلے آمین کے ساتھ دعا نہیں کی جاتی بلکہ پہلے دعا کی جاتی ہے اس کے بعد آمین کہا جاتا ہے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ آمین کو جہراً کہنا یا مخفی کہنا دعا کی اصلیت کے تابع ہے اگر دعا جہری ہے تو آمین بھی جہراً ہو گی اور اگر دعا مخفی ہے تو آمین بھی مخفی کہیں گے اور اگر ہم تسلیم کر بھی لیں کہ آمین اصل دعا ہے پھر ہم کلیہ کبریٰ کو تسلیم نہیں کرتے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بے شک: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾[2] دعا ہے اور اس کو جہری نمازوں میں جہراً ہی پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح اور بھی بہت زیادہ دعائیں ہیں اس سے آمین کو جہراً کہنا ثابت ہو گیا۔

---

[1] سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب التامين وراء الإمام، (577/1) رقم الحديث: 938

[2] سورة الفاتحة: 5، 6

اور احناف کا یہ ایسا استدلال ہے جس کی طرف مائل نہیں ہوا جائے گا۔"[1]

مالکیہ کا مذہب:

یہاں پر مالکیہ کے مذہب میں دو روایتیں ہیں:

پہلی روایت:

ابن القاسم امام مالک سے روایت کرتے ہیں:

إن الإمام لا يقول آمين إنما يقول ذلك من خلفه دونه۔

"امام آمین نہیں کہے گا، بلکہ صرف پیچھے کھڑے ہونے والے آمین کہیں گے امام کے علاوہ۔"

یہ قول ابن القاسم اور امام مالک کے جو مصری تلامذہ ہیں ان کا ہے۔

دوسری روایت:

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مدینہ والوں کی روایت ہے:

ان میں عبدالملک بن ماجشون، مطرف بن عبداللہ، ابو مصعب الزھری، عبداللہ بن نافع ان تمام لوگوں کا قول یہ ہے:

"کہ امام اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ آمین کہیں گے اور بعض مدینہ والوں کا قول یہ بھی ہے کہ آمین جہراً نہیں کہا جائے گا۔"[2]

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی روایت والوں نے سمی کی روایت سے استدلال لیا جس کو وہ ابو صالح سے بیان کرتے ہیں اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

---

[1] المبارکفوری، تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی: (211/1)

[2] للسالک إلی موطا مالک (108/2)؛ ابن رشد، بدایۃ المجتھد (176/1)؛ محمد بن ابراہیم المالکی، تنویر المقالہ (37/2)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: "آمِيْنَ"۔ [1]

"بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔"

اور سمی کی حدیث جیسی حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی آتی ہے۔ [2]

استدلال کی وجہ درج ذیل ہے:

پہلی روایت والوں نے کہا اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کی قرأت پر اقتصار کرے گا اس سے زیادہ الفاظ نہیں کہے گا اور مقتدی آمین کہے گا۔

اور دوسری روایت والوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال لیا ہے ان دونوں روایتوں کے نبی اکرم ﷺ سے صحیح ثابت ہونے کی وجہ سے۔ [3]

پہلی روایت والوں نے اپنے موقف کی جو علت پیش کی ہے وہ یہ ہے دعا میں طریقہ کار جو ہوگا وہ یہ ہے سامع آمین کہتا ہے دعا کرنے والا آمین نہیں کہتا اور سورۂ فاتحہ کا آخر دعا ہے اس لیے امام آمین نہیں کہے گا، کیونکہ وہ تو دعا کرنے والا ہے۔ [4]

ان کے دلائل کا مناقشہ و جائزہ درج ذیل ہے:

اصحاب مالک کا کہنا یہ ہے کہ امام آمین نہیں کہے گا انھوں نے سمی مولی ابی بکر کی حدیث کے ظاہر سے استدلال لیا ہے۔

---

[1] متفق علیہ اس کی تخریج (ص:24 پر) گزر چکی ہے۔
[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ، (120،119/4)۔
[3] اس حدیث کی تخریج (ص:24 پر) گزر چکی ہے۔
[4] الزرقانی، شرح الزرقانی علی المؤطا (259/1)، ابن رشد، بدایۃ المجتہد (176/1)

اس کے بارے میں حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی بھی صحابی سے قطعاً ثابت نہیں ہے اور نہ ہی تابعین میں سے کسی سے ثابت ہے اور نہ ہی اس سے منع کی اصلاً ان کے پاس کوئی دلیل موجود ہے۔''

ہاں! بعض تقلید میں مبتلا لوگوں نے کہا کہ سمی مولیٰ ابی بکر اور سہیل بن ابی صالح دونوں ابی صالح سے روایت کرتے ہیں وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْقَارِئُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: مَنْ خَلْفَهُ آمِيْنَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو جو اس کے پیچھے ہیں وہ آمین کہیں اور اگر اس کا آمین کہنا آسمان کے فرشتوں کے موافق ہو گیا تو اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

یہ الفاظ سہیل کی روایت کے ہیں۔

اور سمی کی روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ[1]

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔''

تو وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں امام کے آمین کہنے کا ذکر نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت والوں نے جو اپنے موقف کی علت پیش کی ہے وہ مردود ہے کیونکہ صحیح حدیث موجود ہے جس کو سنن اربعہ اور دیگر لوگوں نے

---

[1] اس کی تخریج (ص: 24 پر) گزر چکی ہے۔

اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ موجود ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: آمِيْنَ وَمَدَّ صَوْتَهُ

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کی قرأت کی، آپ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو لمبا کیا۔''

اور بعض روایات میں رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ اپنی آواز کو بلند کیا کے الفاظ بھی موجود ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ نے جہراً آمین کہا۔[1]

بلکہ جب سامع کے لیے آمین کہنا مستحب ہے تو پھر دعا کرنے والے کے لیے تو بالاولیٰ مستحب ہے اور انھوں نے اپنے مذہب کے لیے دلیل لیتے ہوئے یہ بھی کہا:

''جس طرح لغت میں آمین کا نام دعا رکھا جاتا ہے اسی طرح دعا کا نام بھی آمین رکھا جا سکتا ہے۔''

تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی ہے: ﴿قَدْ أُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾[2] یہ الفاظ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے فرمائے گئے ہیں۔

مفسرین کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کر رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں: ﴿قَدْ أُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾۔

حافظ ابو عمر ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] اس کی تخریج (ص:31 پر) گزر چکی ہے۔
[2] سورۃ یونس:89

”جو کچھ بھی انھوں نے اس حوالہ سے کہا ہے اس میں کسی طرح کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی لغت میں کوئی ایسی چیز ہے جس میں دعا کا نام آمین رکھا گیا ہو۔“[1]

اگر ان کا دعویٰ درست ثابت ہو جائے اور ان کی تاویل کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں یہ تو ہوسکتا ہے کہ آمین کا نام دعا رکھ دیا جائے، لیکن دعا کو آمین کہا جائے یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا: ﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾ کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے یہ نہیں کہا گیا کہ تم دونوں کی آمین کو قبول کر لیا گیا ہے۔

جس شخص نے دعا کو آمین کہا وہ غافل آدمی ہے اس کے پاس بصیرت نام کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾ کے بارہ میں نہیں ہے۔

اس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ دعا تو ان دونوں کے لیے ہے اور اس کا فائدہ بھی ان دونوں کی طرف لوٹنے والا ہے ان کے دشمنوں سے انتقام کے حوالہ سے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے ﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾، دَعْوَتَاكُمَا نہیں کہا گیا۔

اور اگر آمین دعا ہوتی تو پھر یہ ہونا چاہیے تھا: ﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتَاكُمَا﴾۔

اور آمین کہنے والے کا نام داعی رکھنا بھی جائز ہے، کیونکہ آمین کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ ہم سے ہماری اس دعا کو قبول فرما لے۔ ان دلائل کی بنیاد پر جو ہم پہلے پیش کر چکے ہیں یہ نا جائز ہے کہ ہم دعا کا نام آمین رکھ دیں، واللہ اعلم۔

شافعیہ کا مذہب:

شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جہری نمازوں میں امام بلند آواز سے آمین کہے گا۔[2]

---

[1] ابن عبدالبر، التمہید: 12/7

[2] الشافعی، الأم (1/95)؛ النووی، المجموع شرح المهذب (3/327، 334)؛ والنووی روضة الطالبين (1/247)؛ محمد الخطيب، مغني المحتاج إلى الفاظ المنهاج، جز (1/161)؛ محمد الزهری، السراج الوهاب على متن المنهاج، ص: 44

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

شافعیوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال لیا ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔[1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو بے شک جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

اور اسی طرح وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی انھوں نے استدلال لیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: "آمِيْنْ" مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔[2]

وفي رواية أبي داود: "رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ"۔[3]

''میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے جب آپ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر آئے تو آپ نے لمبی آواز سے آمین کہا۔''

اور ابو داود کی روایت کے الفاظ ہیں: ''آپ نے بلند آواز سے آمین کہا۔''

اور انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی استدلال لیا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ:

---

[1] اس کی تخریج (ص:31 پر) گزر چکی ہے۔

[2] اس کی تخریج (ص:31 پر) گزر چکی ہے۔

[3] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التأمين، 574/1، رقم الحديث: 932

"آمِیْنُ"۔[1]

''نبی اکرم ﷺ جب ام القرآن (یعنی سورۂ فاتحہ) کی قرأت سے فارغ ہوتے تو آپ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے۔''

اور انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی دلیل پکڑی ہے اور وہ یہ ہے:

قال عطاء: آمین دعا، أمن ابنُ الزبیر ومَنْ وراءه حتی أن للمسجد للجة[2]

''عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے، ابن زبیر اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں نے آمین اس قدر بلند آواز سے کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔''

ان کے دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث اِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا اس روایت سے شافعیہ نے استدلال لیا ہے اور اس روایت کی صحت پر اتفاق ہے۔

اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی روایت جس میں یہ الفاظ ہیں: فَقَالَ: آمِیْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ بلا شک وشبہ یہ روایت بھی صحیح ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَأَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ اس روایت کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں: هذا اسناد حسن یہ سند حسن درجے کی ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: هذا حدیث صحیح[3] یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ والا اثر اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں معلق تخریج کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معلق روایت کرنا جب صیغہ جزم کے ساتھ ہو، جیسا کہ یہ اثر بیان کیا

---

[1] سنن الدار قطنی، جزء، باب التأمین فی الصلاۃ، باب فاتحۃ الکتاب والجہر بہا (335/1) اور انھوں نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

[2] صحیح بخاری مع الفتح (262/2) تعلیقا؛ ومصنف عبدالرزاق (96/2) انھوں نے اس کو موصول بیان کیا ہے۔

[3] مستدرک حاکم، کتاب الصلوات، باب اذا فرغ من أم القرآن رفع صوتہ فقال آمین: 223/1

ہے تو ایسی صورت میں وہ معلق روایت ان کے نزدیک بھی اور دیگر لوگوں کے نزدیک بھی صحیح ہوتی ہے اور امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں تخریج کیا ہے۔

حنابلہ کا مذہب:

حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں آمین جہراً کہے گا۔ ①

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال لیا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا .... ②

"بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔"

انھوں نے بھی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی روایت سے استدلال لیا ہے،:

فَقَالَ: "آمِينَ" يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ ③

"کہ آپ ﷺ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو بلند کیا۔"

اور انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اثر سے بھی استدلال پکڑا ہے:

قال عطاء: آمين دعا أمن ابن الزبير ومن وراءه حتى أن للمسجد للجة

"عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے، ابن زبیر اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں نے آمین اس قدر بلند آواز سے کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔"

اور انھوں نے ہمیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ④ اور

---

① ابن قدامة، المغني: 353/1 وأبو إسحاق للمؤرخ الحنبلي، المبدع في شرح المقنع: 339/1، 340؛ مصطفى الرحيباني، مطالب اولى النهى في شرح نهاية المنتهى: 431/1؛ واحمد البعلي، الروض الندى شرح كافي المبتدى، ص: 75 وابن قدامة، المقنع في فقه أحمد بن حنبل: 139/1، 140

② اس کی تخریج (ص:24 پر) گزر چکی ہے۔

③ اس کی تخریج (ص:64 پر) گزر چکی ہے۔

④ اس کی تخریج (ص:31 پر) گزر چکی ہے۔

اپنی آواز کو بلند کیا تھا۔

اور اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے امام کے آمین کہنے کے ساتھ ہی مقتدی کو بھی آمین کہنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور اگر آمین جہراً نہ ہوتی تو اس کو امام کی آمین کے ساتھ معلق نہ کیا جاتا، جس طرح مخفی کہنے کی حالت میں معلق نہیں ہے۔ اور جو دلائل انھوں نے نقل کیے ہیں وہ تو سورۂ فاتحہ کے آخر کے ساتھ ہی باطل ہو جاتے ہیں، کیونکہ وہ دعا ہے اور اس کو جہراً کہا جائے گا اور تشہد کی دعا بھی اس کے تابع ہے وہاں سراً اس کی تابع داری ہو گی اور یہاں آمین قرأۃ کے تابع ہے، لہٰذا جہر میں ہی پیروی ہوگی۔ ①

دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

وہ ادلہ و براہین جن سے انھوں نے استدلال لیا ہے وہ ساری صحیح ہیں جیسا کہ شافعیہ کے مذہب میں گزر چکا ہے۔

امام کے جہراً آمین کہنے کے مسئلہ میں راجح موقف:

میں کہتا ہوں: اس مسئلہ میں راجح موقف یہی ہے کہ امام جہری نمازوں میں آمین جہراً ہی کہے گا ان دلائل کی بنیاد پر جو ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

اولاً:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنیاد پر:

"إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔ ②

”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی اس کے پہلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔“

---

① ابن قدامة، المغني: 253/1

① اس کی تخریج (ص:24 پر) گزر چکی ہے۔

اگر امام آمین جہراً نہ کہے تو مقتدی کا امام کے ساتھ آمین کہنا ممکن نہیں اور نہ ہی آمین کہنے میں اس کے ساتھ موافقت ممکن ہو سکتی ہے۔

ثانیاً:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنیاد پر:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ۔[1] وفي رواية: فَجَهَرَ بِآمِيْنَ۔ وفي لفظ: وَطَوَّلَ بِهَا۔

''رسول اللہ ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتے تو آپ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے۔'' اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''آپ آمین جہراً کہا کرتے تھے۔'' اور ایک کے الفاظ ہیں: ''آپ آمین کو لمبا کرتے تھے۔''

یہ روایت امام کے جہراً آمین کہنے کے حق میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی زیادہ صراحت والی اور واضح روایت ہے اور یہ حدیث بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح ہے۔

اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ والی روایت جس میں یہ الفاظ ہیں: وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ کہ آپ ﷺ نے اپنی آواز کو پست رکھا۔

اس پر فصل اول کی مبحث اول میں کلام گزر چکا ہے اور اس روایت کے ساتھ حجت اور دلیل قائم نہیں ہوتی۔

ثالثاً:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بنیاد پر:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: آمِيْنَ۔[2]

---

[1] اس کی تخریج (ص:31 پر) گزر چکی ہے۔
[2] اس کی تخریج (ص:84 پر) گزر چکی ہے۔

"نبی اکرم ﷺ جب ام القرآن کی قرأت سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہا کرتے تھے۔"

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں: اسنادہ حسن اس کی سند حسن ہے اور یہ روایت اس اختلافی مسئلہ کے حل میں نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد ترجیحات نقل کی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یقیناً ابو الولید الطیالسی آپ کو کافی ہیں۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ متن کے لحاظ سے ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہے۔[1]

اور انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں تو جو بلند آواز سے آمین کہنے والی روایت ہے وہ کچھ زیادتی اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے اور وہ قبولیت کی زیادہ حق دار ہے۔

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایسے ہی کہتے ہیں چند ایک کے علاوہ اہل علم نبی ﷺ کے صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں سے، ان سب لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آدمی آمین مخفی آواز سے نہیں بلکہ بلند آواز سے کہے گا اور وہ اثر جس کو امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے کہا: آمین کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟ تو انھوں نے جواب میں فرمایا تھا: "لا أدعها أبدا" میں اس کو کبھی بھی نہیں چھوڑتا۔[2]



[1] ابن القیم، اعلام الموقعین: 286/2
[2] الامام الترمذی، الجامع: 28/2

تیسری مبحث:

مقتدی کے جہراً آمین کہنے کے بارہ میں فقہاء کے مذاہب کو بیان کرنے کے حوالہ سے ہے

مقتدی کے آمین کہنے کے بارہ میں آئمہ اربعہ کے اتفاق کے بعد جہراً آمین کہنے میں اختلاف ہے۔ ①

احناف کا مذہب:

احناف کا موقف یہ ہے کہ مقتدی آمین سراً کہے گا جہراً نہیں کہے گا۔ ②

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

انھوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے استدلال لیا ہے:

أَرْبَعٌ يُخْفِيْنَ الْإِمَامُ التَّعَوُّذُ ,وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّامِيْنُ وَالتَّحْمِيْدُ۔ ③

''چار چیزیں ایسی ہیں جن کو امام مخفی کہے گا: تعوذ، بسم اللہ، آمین اور الحمد للہ۔''

اور اپنے موقف کی انھوں نے علت یہ پیش کی ہے کہ یہ دعا ہے اور دعا کا بنیادی حق ہی یہی ہے کہ مخفی اور آہستہ آواز سے کی جائے۔ ④

---

① زکریا الکاندھلوی، أوجز المسالک إلی موطا مالک: 108/1

② تبین الحقائق شرح کنز الدقائق: 113/1، شرح فتح القدیر علی الهدایة: 295/1، الهدایة شرح بدایة المبتدی مع فتح القدیر: 295/1، البحر الرائق شرح کنز الدقائق: 331/1، حاشیة رد المختار علی در المختار: 492/1، الاختیار لتعلیل المختار: 64/1

③ اس کی تخریج (ص: 75 پر) گزر چکی ہے۔

④ صحیح بات یہ ہے کہ یہ اثر ابراہیم نخعی کا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا جواب اس بحث میں گزر چکا ہے جس میں ہم نے احناف کے جہری نمازوں میں امام کے آمین جہراً نہ کہنے کے حوالہ سے گفتگو کی ہے۔

یہاں پر ہم اس کا دوبارہ تذکرہ نہیں کرنا چاہتے۔

اور ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب اس حدیث میں اختلاف کیا گیا تو مصنف اس روایت کی طرف مائل ہو گئے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آتی ہے وہ اس بات کی تائید کرتی ہے کہ جو بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے وہ آمین مخفی آواز سے ہی کہنا ہے۔

لیکن وہ روایت جس میں آمین کا ذکر ہے وہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے آتی ہے۔[1] واللہ اعلم۔

اور ان کی اس تعلیل جو انھوں نے اپنے موقف اور مذہب کی تائید کے لیے پیش کی ہے کا بھی جواب گزر چکا ہے جہاں ہم نے امام کے جہراً آمین نہ کہنے پر گفتگو کی تھی وہاں آپ رجوع کر سکتے ہیں۔

تو انھوں نے فرمایا کہ فرضی اور نفلی نمازوں میں ام القرآن کے بعد تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ میں آئمہ سے سنتا تھا کہ وہ نمازوں میں ام القرآن کے بعد خود بھی اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوتے تھے وہ بھی اس قدر بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔[2]

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان : "**اِذَا اٰمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِّنُوْا**" کے بارہ میں فرماتے ہیں: اس حدیث مبارکہ سے جو بات واضح اور ثابت ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ امام آمین جہراً کہے گا، علم کو سمجھنے والوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی کو اس وقت تک امام کے ساتھ آمین کہنے کا حکم نہیں دے سکتے، جب تک مقتدی جان نہ لے کہ امام بھی آمین کہہ رہا ہے اور اگر امام آمین سری کہے جہری نہ کہے تو مقتدی کو

---

[1] شرح فتح القدیر علی الهدایة: 295/1
[2] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

کیسے پتہ چلے گا کہ اس کے امام نے آمین کہا ہے یا نہیں کہا۔

اور یہ بات محال ہے کہ آدمی سے کہا جائے کہ فلاں آدمی جب اس طرح کہے تو آپ نے بھی اس کے ساتھ اسی طرح ہی کہنا ہے جب کہ آپ نے اس کی بات سنی بھی نہ ہو، یہ بات عین المحال ہے۔

اور کوئی عالم آدمی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ نبی اکرم ﷺ مقتدی کو آمین کہنے کا حکم دیں، جب اس کا امام آمین کہے اور حالت یہ ہو کہ مقتدی امام کی آمین کو نہ سن سکتا ہو۔

اور میں کہتا ہوں کہ ادلہ و براہین کی روشنی میں میرے لیے جو بات واضح اور ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ امام کے لیے ان نمازوں میں جن میں قرأت جہراً ہے جہراً کہنا ضروری ہے اس لیے کہ مقتدیوں کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ نبی ﷺ کی اس حدیث میں معلق کر دیا گیا ہے۔[1]

جب امام جہراً نہیں کہے گا تو مقتدیوں کو علم نہیں ہو گا جب مقتدیوں کو امام کے آمین کہنے کا علم نہ ہو گا تو پھر وہ کیسے آمین کہہ سکیں گے۔

مالکیہ کا مذہب:

مالکیوں کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی سراً آمین کہے گا۔[2]

دلائل:

مالکیوں کی دلیل یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور دعا میں افضل یہ ہے کہ مخفی آواز سے کی جائے۔[3]

---

[1] ابن خزیمة: الصحیح: 287/1

[2] زکریا الکاندھلوی: أوجز للسالک إلی مؤطا مالک: 108/1، محمد بن ابراہیم المالکی: تنویر المقالہ فی حل الفاظ الرسالة: 37/4

[3] محمد بن ابراہیم المالکی: تنویر المقالة: 37/4

دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

مالکیہ کا اس بات سے دلیل لینا کہ آمین دعا ہے اس لیے اس کو مخفی کہا جائے یہ دلیل سورۂ فاتحہ کے ان الفاظ کے ساتھ ٹوٹ جاتی ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ [1]

یہ الفاظ بغیر کسی شک وشبہ کے دعا ہیں اور یہ جہری نمازوں میں بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں اور اگر دعا کا حق یہی ہے کہ اس کو مخفی پڑھا جائے تو پھر سورۂ فاتحہ کا آخر تو بالاولیٰ مخفی پڑھا جانا چاہیے، کیونکہ یہ دعا ہے یہ تو اس وقت ہے کہ جب ہم ان کے دعوے کو بالفرض تسلیم کرلیں، مگر ''آمین'' اصل میں دعا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس مہر کی طرح ہے جو خط پر ثبت کی جاتی ہے۔

جس طرح کہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ ابو زہیر النمیری رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی رسول ہیں، کی حدیث لائے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ ''آمین'' خط پر مہر لگانے کی طرح ہے، پھر انھوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان نقل کیا:

اِنْ خَتَمَ بِآمِيْنَ فَقَدْ أَوْجَبَ. [2]

''کہ اگر اس نے دعا آمین کے ساتھ ختم کی تو اس نے قبولیت کو واجب کرلیا۔''

اسی وجہ سے صرف ''آمین'' کے لفظ کے ساتھ دعا نہیں کی جاتی بلکہ پہلے دعا کی جاتی ہے پھر اس کے بعد آمین کہا جاتا ہے اور اگر آپ تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو پھر تحفۃ الاحوذی کی طرف رجوع کریں۔ [3]

---

[1] سورۃ الفاتحۃ:5،6،7

[2] اس کی تخریج (ص:77 پر) گزر چکی ہے۔

[3] تحفۃ الأحوذي شرح جامع الترمذي 211/1

شافعیہ کا مذہب:

مقتدی بلند آواز سے آمین کہے گا۔[1]

دلائل درج ذیل ہیں:

شافعیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال لیا ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنْ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[2]

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو اور یقیناً جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

استدلال کی وجہ درج ذیل ہے:

شافعیوں نے کہا کہ اس حدیث میں آمین کہنے کا حکم ہے اور لفظ قول جب خطاب میں مطلق واقع ہو تو اس کو جہر پر محمول کیا جاتا ہے۔

اور جب اس سے سراً مراد لیا جائے یا نفس میں کہنا مراد ہو تو وہاں اس کو مقید کر دیا جاتا ہے اور حدیث سے بلند آواز کے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں قول کو قول کے مقابل پیش کیا گیا ہے:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ فَقُوْلُوْا۔

''کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو۔''

---

[1] النووی: المجموع شرح المهذب: 334/3، مغنی المحتاج إلى معروفة الفاظ المنهاج: 161/1؛ روضہ الطالبین: 247/1، السراج الوهاج شرح متن المنهاج، ص:44، فتح الباری شرح صحیح البخاری: 266/4، شرح صحیح مسلم: 130/2

[2] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

اگر امام نے جہراً کہا ہے تو ظاہر ہے کہ صفت میں اتفاق ہوگا کہ مقتدی بھی جہراً آمین کہے۔

اور یہ بھی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مقتدی کو امام کی اقتدا اور پیروی کا حکم ہے، یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے کہ اگر امام جہراً کہتا ہے تو مقتدی کے لیے بھی جہراً کہنا لازمی ہے اور امام ابن بطال بھی اس آخری موقف کی طرف گئے ہیں۔[1]

اور اسی طرح انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اثر سے بھی استدلال لیا ہے اور انھوں نے کہا کہ اس سے یہ بات قوی ہو جاتی ہے یعنی مقتدی کا جہراً آمین کہنا۔

اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات گزر چکی ہے کہ جو لوگ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے وہ جہراً آمین کہا کرتے تھے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

أدركتُ مئتين من أصحاب رسول الله ﷺ في هذا المسجد إذا قال الإمام ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ سَمِعتُ لَهُم رَجَّةً بِآمِينَ۔[2]

"عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس مسجد میں دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا کہ جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتا تھا تو اس وقت میں ان کے آمین بلند آواز سے کہنے کی گونج کو سنتا تھا۔"

دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

بے شک وہ حدیث جس سے انھوں نے استدلال لیا ہے اس کی صحت متفق علیہ ہے۔

اور ان کے استدلال کی وجہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مقتدی کو امام کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بات بھی پہلے گزر چکی ہے کہ جب امام جہراً آمین کہے گا تو مقتدی کو بھی امام کے

---

[1] الحافظ ابن حجر: فتح الباري شرح صحيح البخاري: 267/2

[2] الإمام البيهقي: السنن الكبرى، كتاب الصلاة، باب جهر المأموم بآمين: 59/2

جہر کے ساتھ جہراً کہنا ہی لازم آئے گا۔

اور اس کے بعد کہ امام کے جہراً قرأت کرنے کی وجہ سے مقتدی کا بھی جہراً قرأت کرنا لازم آئے گا، لیکن اس بات کا اس سے جدا ہونا ممکن ہے کیونکہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے تو منع کر دیا گیا ہے اور بلند آواز سے آمین امام کی اتباع کے عمومی حکم کے تحت داخل ہے۔[1]

اور میں کہتا ہوں: یہاں اس مسئلے پر ایسے آثار ہیں جو صحیح سند کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک ثابت ہیں جو مقتدی کے جہراً آمین کہنے پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتے ہیں اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں:

"أنه قال: آمين وقال الناس آمين"۔

''بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا اور لوگوں نے بھی پیچھے آمین کہا۔''

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں:

"مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّامِيْنِ"۔[2]

''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی تمھاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمھارے سلام اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔''

یہودیوں کا حسد تو اس وقت ہوگا جب آمین بلند آواز سے کہی جائے گی اگر مخفی آمین کہنے کی وجہ سے حسد ہو تو اس کا کوئی مفہوم ہی نظر نہیں آتا، اس بات پر خوب غور کیجیے۔

اس مختلف فیہ مسئلہ پر دلالت کرنے والے ان دلائل کو ذکر کرنے کے بعد ہمیں ایسی تخریجات اور بحثوں کی حاجت وضرورت نہیں جن میں تکلف سے کام لیا گیا ہے۔

---

[1] الحافظ ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح البخاری: 267/2

[2] اس کی تخریج (ص:48 پر) گزر چکی ہے۔

حنابلہ کا مذہب:

مقتدی جہری نماز میں بلند آواز سے آمین کہے گا۔[1]

حنابلہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

ان لوگوں نے اس حدیث نبوی سے استدلال لیا ہے جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

"إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔[2]

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔''

اور اسی طرح انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی استدلال لیا ہے جس کو ابن جریج عطاء سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

أكان ابن الزبير يؤمن على إثر أم القرآن؟ قال نعم، ويؤمن من وراءه حتى إنّ للمسجد للجّة۔[3]

''کیا ابن زبیر ام القرآن کے بعد آمین کہا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب میں کہا: ہاں کہا کرتے تھے، وہ بھی اور جو ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والے ہوتے تھے وہ بھی اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔''

---

[1] أبو اسحاق المؤرخ الحنبلي: المبدع في شرح المقنع: 1/439، 440؛ وابن قدامة: المغني: 1/490؛ مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى: 1/431، 432، الروض الندى شرح كافي المبتدي: ص:75، كتاب الفروع: 1/316، مسائل الإمام أحمد بن حنبل (بروایة ابنه عبدالله): 1/256

[2] اس کی تخریج (ص:24 پر) گزر چکی ہے۔

[3] اس کی تخریج (ص:64 پر) گزر چکی ہے۔

ان کے دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

وہ حدیث جس سے انھوں نے استدلال لیا ہے اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اثر اس کی سند ان تک بالکل درست اور صحیح ہے۔

مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے مسئلہ پر راجح موقف درج ذیل ہے:

اس مسئلہ میں راجح موقف درج ذیل ادلہ اور براہین کی بنیاد پر یہی ہے کہ مقتدی جہری نماز میں بآواز بلند یعنی جہراً آمین کہے گا۔

اولا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينْ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ ①

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو اور یقیناً جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔''

امام زین ابن المنیر فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں آمین کہنے کا حکم لفظ ''قول'' کے ساتھ دیا گیا ہے اور لفظ قول کے ساتھ جب مطلق خطاب ہو تو اس وقت اس کو جہر پر محمول کیا جاتا ہے اور جب اس سے مخفی یا نفس میں بات کرنا مراد ہو تو وہاں اس کو مقید کر دیا جاتا ہے۔''②

اور امام ابن رشد فرماتے ہیں:

---

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمین (2/264) رقم: 280، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتأمین (4/128)، ابوداود، رقم (936)

② الحافظ ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح البخاری: 2/267

"اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان میں قول کو قول کے مقابلے میں لایا گیا ہے:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ فَقُوْلُوْا۔

امام تو یہ کلمات بلند آواز سے کہتا ہے تو ظاہر کو دیکھ کر صفت میں اتفاق ہونا چاہیے۔[1]

امام بلند آواز سے کہتا ہے تو مقتدی بھی بلند آواز سے کہنا چاہیے۔

ثانیاً: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: آمِيْنَ وَقَالَ النَّاسُ: آمِيْنَ ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔[2]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہا اور لوگوں نے بھی آمین کہا پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری نماز تم سب سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔"

ثالثاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں یہ الفاظ ہیں:

"مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ"۔

"یہودی تمھاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمھارے سلام اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔"

اور میں کہتا ہوں: یہودیوں کو حسد پر ابھارنے والی چیز تو جہراً اور بلند آواز سے آمین کہنا ہے اگر ایسے نہ ہو تو مخفی آواز میں آمین کہنے کی وجہ سے ان کا حسد کرنا اس کا تو کوئی مفہوم ہی نہیں بنتا۔

اور اس کے باوجود بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں اس کا حکم بھی دیا ہے:

---

[1] المصدر السابق

[2] سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم (2/301)، صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب ذکر الدلیل علی أن الجہر ببسم اللہ (1/251) رقم: 499

أَمِّنُوْا، قُوْلُوْا اور یہ امر وجوب کے لیے ہے۔

رابعاً: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اثر، اس میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ مَنْ خَلْفَ ابْنِ الزُّبَيْرِ كَانُوْا يُؤَمِّنُوْنَ جَهْرًا حَتّٰى تَكُوْنَ لِلْمَسْجِدِ لَجَّةٌ [1]

"جو لوگ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے وہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے حتی کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔"

اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے اس مسجد میں دو سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تھا تو وہ سارے پیچھے بلند آواز سے آمین کہتے تھے میں نے ان کے بلند آواز سے آمین کہنے کی گونج کو سنا ہے۔"



[1] مصنف عبدالرزاق، أبواب القراءة، باب آمین (96/2) رقم:263

چوتھی مبحث:

متفرد آدمی کے جہراً آمین کہنے کے متعلق ہے

اس مسئلہ میں علمائے کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

حنفیہ کا مذہب:

احناف کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ اکیلے نماز ادا کرنے والا آمین کہے گا لیکن سری کہے گا جہراً اور بلند آواز سے نہیں کہے گا۔ [1]

احناف کے دلائل درج ذیل ہیں:

احناف نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ فِي الصَّلَاةِ آمِيْنَ... الحدیث [2]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں آمین کہے...... الخ۔"

وجہ الاستدلال:

امام عبدالحق فرماتے ہیں: اس روایت میں متفرد کا اندراج ہے اور مخفی آمین کہنے میں اطلاق ہے، جو ہر سری اور جہری نماز کو شامل ہے اور ہر نمازی کو محیط ہے۔ [3]

ان کے دلائل کا مناقشہ درج ذیل ہے:

احناف کا اس حدیث سے متفرد آدمی کے جہری نماز میں بلند آواز سے آمین کے عدم

---

[1] زین الدین الحنفی: البحر الرائق شرح کنز الدقائق: 331/1

[2] سابق مصدر

[3] سابق مصدر

پر استدلال لینا ضعیف اور کمزور ہے، کیونکہ حدیث میں آمین کہنا مطلق بیان ہوا ہے اس میں جہر یا عدم جہر کا تذکرہ نہیں ہے۔تو اس حدیث کے ساتھ سری نمازوں میں آمین آہستہ کہنے پر اور جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنے پر استدلال کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

اس مسئلہ کے بارہ میں مالکیہ کا موقف:

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ متفرد آدمی مخفی آواز سے آمین کہے گا باآواز بلند نہیں کہے گا۔①

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

مالکیہ نے کہا کہ ہمارا یہ موقف ہے کہ آمین چونکہ دعا ہے اور دعا میں افضل یہی ہے کہ مخفی اور آہستہ آواز سے کی جائے۔②

ان کے دلائل کا مناقشہ:

مالکیوں کا اس سے استدلال لینا کہ آمین دعا ہے اور دعا میں افضل یہ ہے کہ مخفی کی جائے اس کا جواب امام کے بلند آواز سے آمین کہنے کے حکم میں گزر چکا ہے۔

شافعیوں اور حنبلیوں کا موقف:

شافعیہ اور حنبلیوں نے کہا کہ متفرد قطعی طور پر جہراً آمین کہے گا۔③

ان کے دلائل یہ ہیں:

ان لوگوں نے متفرد آدمی کو امام پر قیاس کرتے ہوئے استدلال کیا ہے اور ان لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک متفرد آدمی کا بلند آواز سے آمین کہنا اسی طرح ہی سنت ہے جس طرح امام کا آمین جہراً کہنا سنت ہے۔④

---

① محمد بن ابراہیم المالکی: تنویر المقالہ فی حل الفاظ رسالۃ: 37/2

② مصدر سابق

③ محمد الخطیب: مغنی المحتاج إلی الفاظ المنہاج، جز: 161/1؛ والنووی: المجموع شرح المہذب: 331/3؛ وابن المنذر: الاقناع: 94/1

④ محمد الخطیب: مغنی المحتاج إلی الفاظ المنہاج، جز: 161/1؛ والنووی: المجموع شرح المہذب: 331/3، وابن المنذر: الاقناع: 94/1

اور حنابلہ نے بھی منفرد کو امام اور مقتدی پر قیاس کرتے ہوئے یہی موقف اپنایا ہے۔[1]

راجح موقف:

میں اپنے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں:

''میرے لیے جو راجح موقف ظاہر ہوا ہے کہ منفرد آدمی جب اکیلا جہری نماز ادا کرے گا تو اس میں قرأۃ بھی بلند آواز سے کرے گا اور آمین بھی جہراً کہے گا۔ اور سری نمازوں میں قرأت مخفی کرے گا اور آمین بھی مخفی آواز سے کہے گا۔'' واللہ اعلم بالصواب



[1] أبو اسحاق للمؤرخ الحنبلي: المبدع في شرح للقنع، جز: 1/440؛ ومنصور البهوتي: الروض للربيع بشرح زادالمستقنع، جز: 1/57

تیسری فصل

یہ فصل دو مبحثوں پر مشتمل ہے

پہلی مبحث:

پہلی مبحث لوگوں کے آمین کہنے کا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جانے کے معنی کی معرفت وپہچان کے بارہ میں ہے۔

دوسری مبحث:

مقتدی کے آمین کہنے کی جگہ اور موقع کی تعیین کے بارہ میں ہے اور ان فرشتوں کی معرفت وپہچان کے بارہ میں جن کا حدیث میں ذکر وارد ہوا ہے۔

پہلی مبحث:

لوگوں کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جانے کا معنی کیا ہے اور اس کی پہچان کے بارہ میں

لوگوں اور فرشتوں کے آمین کا موافق ہو جانا اس کے بارہ میں علمائے کرام نے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا قول:

اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کا معنی بیان کرتے ہو:

فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فرشتے کسی بھی علت، ریا کاری، دکھلاوا، شہرت اور غرور و تکبر کے بغیر آمین کہتے ہیں، بلکہ ان کا آمین کہنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ جب قرآن پڑھنے والا بغیر کسی شہرت، ریا کاری، غرور و تکبر کے آمین کہتا ہے تو اخلاص میں اس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔"[1]

دوسرا قول:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: "مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ کا

---

[1] ابن حبان: الصحیح مع الإحسان: 108/5

معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهُ تَامِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ کا معنی یہ ہے کہ آمین کہنے میں وقت کی موافقت ہو جائے جس وقت فرشتے آمین کہتے ہیں اسی وقت میں نمازی آمین کہے، نمازی کا فرشتوں کے ساتھ آمین کہنے والا معنی ہی صحیح اور درست ہے۔

اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا معنی یہ ہے کہ نمازی کی فرشتوں کے ساتھ آمین کہنے میں موافقت خشوع خضوع اور اخلاص میں ہو تو اس وقت اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔''[1]

تیسرا قول:

امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام کے آمین کہنے کا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہونے کا ظاہری معنی زمانے اور وقت میں موافقت ہے۔ اور اسی موقف کو ایک دوسری حدیث مضبوط اور قوی کرتی ہے:

"اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى"۔

''جب تم میں سے کوئی ایک آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کی دوسرے کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے۔''

اور اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آمین کی موافقت آمین کی صفت میں ہو، یعنی نمازی کا آمین کہنا اخلاص اور للّٰہیت میں فرشتوں کے آمین کی صفت کے موافق ہو، یا اس کے علاوہ دیگر مدحت سرائی والی صفات ہیں ان

[1] النووی: شرح صحیح مسلم: 4/130

کے موافق ہو، لیکن پہلا قول اور موقف زیادہ ظاہر اور واضح ہے۔"[1]

چوتھا قول:

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپ ﷺ کا اس حدیث میں یہ فرمانا:

"مَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔

اس کے بارہ میں علماء کرام کے متعدد مختلف اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ جس نے آمین کہنے میں اخلاص سے کام لیا درست، صاف شفاف نیت کے ساتھ اور غفلت و بے پروائی کے بغیر آمین کہا اس کا آمین کہنا آسمان کے ان فرشتوں کے آمین کے موافق ہو گیا جو زمین والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

اور کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد اپنے اس قول مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ سے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے دعا کرنے کے لیے ابھارنا ہے، کیونکہ آسمان پر فرشتے بھی زمین والوں کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

تو جس نے اپنی نماز میں مومنوں کے لیے دعا کی اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا کیونکہ اس کی دعا اس وقت ان فرشتوں کی دعا کے موافق ہوتی ہے جو فرشتے زمین میں ایمان والوں کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

اور کچھ دوسرے لوگوں نے کہا: وہ فرشتے جو انسان کی حفاظت و نگہداشت کرنے والے اور اعمال کو لکھنے والے اور وہ فرشتے جو نمازوں کے اوقات

[1] ابن دقیق العید: أحکام الأحکام شرح عمدة الأحکام: 208/1

میں یکے بعد دیگرے مومنوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور قاری جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا ہے تو اس وقت وہ فرشتے آمین کہتے ہیں تو جس نے ان کے اس فعل کی طرح کیا اور آمین کہا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا تو اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے آمین کہنے پر ابھارا ہے، اس کی ترغیب دلائی ہے۔"[1]

پانچواں قول:

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ کا معنی یہ ہے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور جس کا آمین کہنا قول اور زمان کے لحاظ سے فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔"[2]

چھٹا قول:

امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى کے معنی و مراد میں اختلاف کیا گیا ہے، اس میں صحیح موقف یہ ہے کہ یہاں پر مراد موافقت وقت میں ہے کہ فرشتوں کا آمین کہنا اور ابن آدم کا آمین کہنا اس کا وقت ایک ہو گیا تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا، حدیث نبوی کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے۔"[3]

---

[1] ابن عبدالبر: التمهيد لما في المؤطا من المعاني والأسانيد: 16،7/15

[2] الزرقاني: شرح الزرقاني على المؤطا: 1/260

[3] العراقي: طرح التثريب على التقريب: 266/2

ساتواں قول:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”آمین کا موافق ہو جانا اس کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ قبولیت میں موافقت ہوتی ہے، دوسرا قول ہے کہ زمانہ میں موافقت ہو جائے، تیسرا قول ہے کہ دعا میں اخلاص کی صفت میں موافقت ہو تو سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“①

آٹھواں قول:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ کے معنی مراد کیا ہیں؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ وقت میں موافق ہو گیا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا، ایک قول یہ ہے کہ قبولیت میں موافقت ہو، تیسرا قول یہ ہے کہ اخلاص کی صفت میں موافقت ہو۔“②

ناواں قول:

امام ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فرشتوں اور انسانوں کے درمیان آمین کے کہنے میں قول اور زمانے میں موافقت کے پائے جانے میں حکمت یہ ہے کہ مومن جب نماز ادا کرنے کے لیے آئے تو اس وقت اس میں بیداری اور چستی ہونی چاہیے کیونکہ فرشتوں میں غفلت اور سستی نہیں ہوتی تو جو بیدار مغز ہونے میں فرشتوں کے موافق ہو

---

① القرطبی: الجامع لأحکام القرآن: 89/1

② ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم: 33/1

گیا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔"①

دسواں قول:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لوگوں کے آمین کہنے کا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ موافقت کا معنی یہ ہے کہ قول میں اور زمانے میں موافقت ہو جائے ان لوگوں کے خلاف جو موافقت سے مراد اخلاص اور خشوع لیتے ہیں جس طرح امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔"②

گیارھواں قول:

مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ کا معنی مراد قول اور زمانے میں موافقت ہونا ہے۔"③

اس مسئلہ میں راجح موقف:

اس مسئلہ میں راجح موقف جو اس پوری بحث سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے، واللہ اعلم بالصواب کہ لوگوں کا آمین کہنے میں فرشتوں کے موافق ہونے سے مراد یہ ہے کہ قول میں موافقت ہو، یعنی آمین کہنے میں موافقت ہو، اور زمانے میں موافقت ہو، لوگوں کی آمین بھی اس وقت ہو جس وقت فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں۔

اسی قول کی طرف تمام علمائے کرام کا رجحان و میلان ہے، ان کے اقوال میں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے سوائے امام ابن حبان اور ابن عبدالبر کے، کیونکہ ظاہر پر حکم لگانا زیادہ

---

① فتح الباری شرح صحیح بخاری: 265/2، والزرقانی شرح الزرقانی علی المؤطا: 260/1

② ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری: 265/2

③ المبارکفوری: تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی: 212/1

سہل اور اولیٰ ہے باطن پر حکم لگانے سے اور باطن پر حکم لگانا بہت مشکل ہے۔

اسی وجہ سے ہم نے ان لوگوں کے قول کو راجح قرار دیا ہے جنھوں نے کہا کہ موافقت سے مراد قول اور وقت میں موافقت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



دوسری مبحث:

مقتدیوں کے آمین کہنے کی جگہ کے تعین کے بارہ میں ہے اور جن فرشتوں کا حدیث میں ذکر ہوا ہے ان کی معرفت کے متعلق ہے

اولاً:

مقتدیوں کے آمین کہنے کی جگہ کون سی ہے؟ اس کی تعیین کے متعلق کلام ہے کہ کیا مقتدیوں کا آمین کہنا امام کے آمین کہنے کے ساتھ ایک ہی وقت میں ہوگا یا امام کے آمین کہنے کے بعد ہوگا یا جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے گا اس وقت آمین کہنا ہے۔

علمائے کرام نے اس کے متعلق متعدد اقوال ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

٭......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مقتدیوں کا امام سے پہلے نہ امام کے بعد بلکہ مقتدیوں کا امام کے ساتھ آمین کہنا مستحب ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق:

"فَمَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔

ضروری ہے کہ امام، مقتدی اور فرشتوں کا آمین کہنا اکٹھا اور ایک ہی دفعہ واقع ہو، ہمارے ساتھیوں میں سے جس نے اس پر نص قائم کی ہے وہ شیخ ابو محمد الجوینی اور ان کے بیٹے امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے دو ساتھیوں امام

غزالی اور رافعی نے بھی اپنی کتب میں یہی موقف اپنایا ہے۔

امام الحرمین فرماتے ہیں:

''میرے شیخ فرمایا کرتے تھے امام کے ساتھ مقتدی کا ملنا اور اکٹھا ہونا سوائے بلند آواز سے آمین کہنے کے اور کسی چیز میں مستحب نہیں ہے اور ساتھ ہی امام صاحب فرماتے ہیں کہ مقتدی کا امام کے ساتھ اکٹھا آمین کہنا مستحب ہے اور اس کی علت اس طرح نکالنا ممکن ہے جو کہ مقتدی امام کے آمین کہنے کی وجہ سے آمین نہیں کہتا بلکہ وہ اس کی قرأت کی وجہ سے آمین کہتا ہے کہ اس کی قرأت مکمل ہو چکی ہے اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

"اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا"۔

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

تو اس کا جواب دوسری حدیث ہے:

"اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنُ"

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم اس وقت آمین کہو۔''

کہ دونوں ہی روایات صحیحین میں آتی ہیں اور دونوں کے درمیان جمع کرنا واجب ہے تو پہلی حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو، اس طرح ان دونوں حدیثوں کے درمیان جمع ممکن ہے۔''

✱ ...... حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر لوگوں کا موقف یہ ہے کہ یہ بات تو عربوں کے اس

قول کی طرح ہوئی: إذا رحل الأمير فارحلوا أي إذا تهيأ للرحيل فتهيأوا ولكن رحيلكم معه جب امیر سفر کرے تو تم بھی سفر کرو، یعنی جب وہ سفر کے لیے تیاری کرے تو تم بھی تیار ہو جاؤ، لیکن تمھارا سفر کرنا اس کے ساتھ ہی ہے۔

اور اس کا بیان ایک اور حدیث میں اس طرح آتا ہے:

"اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى"۔

''جب تم میں سے کوئی ایک آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کی دوسرے کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے۔''

ان احادیث نبویہ سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تمام کی آمین کا وقوع اکٹھا ہونا چاہیے یہی شریعت کا حکم ہے، یہ ان احادیث کے درمیان جمع وتطبیق ہے۔''[1]

✱ ...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان روایات کے درمیان جمع کے بارہ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان:

"اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنْ"

''جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔''

سے مراد جب امام نے آمین نہ کہا ہو، اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ یہ دونوں روایات یہ ثابت کر رہی ہیں کہ مقتدی کو اختیار ہے کہ وہ امام کے ساتھ آمین کہے یا امام کے بعد کہے اور یہ قول امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے:

---

[1] النووی: المجموع شرح المهذب: 332/3، شرح صحیح مسلم: 130/4

یہ پہلی حدیث اس شخص کے لیے ہے جو امام کے قریب ہو اور دوسری حدیث اس کے لیے ہے جو امام سے دور ہو، کیونکہ امام کا آمین جہراً کہنا قراۃ کے جہر سے پست ہوتا ہے اور امام کی قراۃ کو تو وہ آدمی سن لیتا ہے جو امام کا آمین کہنا نہیں سن پاتا تو جس نے امام کا آمین کہنا سن لیا وہ امام کے ساتھ ہی آمین کہے گا اگر ایسے نہ ہو تو پھر جب امام سے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ سنے گا اس وقت آمین کہے گا۔'' یہ قول امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

ان ساری کی ساری وجوہات کا احتمال موجود ہے جن وجوہات کا علماء اور فقہاء نے تذکرہ کیا ہے ان میں سے کوئی وجہ بھی ایسی نہیں ہے جس کا احتمال نہ ہو۔ پھر امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: فَاَمِّنُوْا اس سے مقتدی کا آمین کہنا امام کے بعد اس پر استدلال لیا گیا ہے، کیونکہ یہاں پر فا کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے، یعنی یہاں پر جو فا ہے وہ ترتیب کے لیے ہے کہ پہلے امام آمین کہے گا پھر مقتدی، لیکن دونوں روایات کے درمیان جمع پہلے گزر چکی ہے کہ دونوں روایات سے مراد امام اور مقتدی کا اکٹھا آمین کہنا ہے اور یہ موقف جمہور علمائے کرام کا ہے۔''[1]

ثانیاً:

ان فرشتوں سے مراد کون سے فرشتے ہیں جن کا ذکر اس حدیث نبوی:

"مَنْ وَافَقَ تَامِيْنَهٗ تَامِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ"۔ میں ہوا ہے تو اس کے بارہ میں علمائے کرام کے اقوال کی تفصیل آپ کے پیش خدمت ہے:

* ...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علمائے کرام نے ان فرشتوں کے بارہ میں اختلاف کیا ہے ایک قول تو یہ

[1] ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری: 264/2

ہے کہ یہ وہ فرشتے ہیں جو کراماً کاتبین اور حفاظت ونگہداشت کرنے والے فرشتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ فرشتے ان کے علاوہ کوئی اور ہیں، ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: فَوَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ اَهْلِ السَّمَآءِ اس کا قول آسمان والوں کے قول کے موافق ہو گیا۔

یہ دلیل ہے ان لوگوں کی اس بات پر کہ ان فرشتوں سے مراد نہ ہی حفاظت ونگہداشت کرنے والے فرشتے ہیں اور نہ ہی وہ فرشتے ہیں جو نمازوں کے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں، کیونکہ وہ تو ان بندوں کے ساتھ زمین پر حاضر ہوتے ہیں آسمانوں پر تو وہ ہوتے ہی نہیں ہیں۔

جو پہلے قول والے لوگ ہیں انھوں نے اس بات کا جواب یہ پیش کیا ہے کہ جو حفاظت کرنے والے فرشتے انسانوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں، تو جب وہ آمین کہتے ہیں تو وہ اوپر سے ہی کہتے ہیں اور وہ آسمان کے فرشتوں کے پاس انتہا کرتے ہیں کیونکہ جو بھی آپ کے اوپر ہے وہ سماء ہے اور اس بات سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا کہ جو فرشتے آمین کہنے والے ہیں وہ آسمان کے فرشتے ہیں۔

ابن جریج حکم بن جریج سے روایت کرتے ہیں انھوں نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَفَّ اَهْلُ الْاَرْضِ وَصَفَّ اَهْلُ السَّمَآءِ فَاِذَا قَالَ اَهْلُ الْاَرْضِ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ آمِيْنَ فَاِذَا وَافَقَتْ آمِيْنُ اَهْلِ الْاَرْضِ آمِيْنَ اَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِهِمْ۔ ①

”جب نماز کھڑی کی جاتی ہے تو زمین والے بھی صفیں بنا لیتے ہیں اور آسمان

① النووی: شرح صحیح مسلم، جز: 4/130، ابن عبدالبر: التمہید: 7/16، 17

والے بھی، جب زمین والے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتے ہیں تو فرشتے آمین کہتے ہیں جب زمین والوں کا آمین کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے تو زمین والوں کے جتنے پہلے گناہ ہوتے ہیں سارے معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

✱......امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ان فرشتوں سے مراد حفاظت والے فرشتے نہیں ہیں، کیونکہ ان کا آمین کہنا مقید ہے آسمان کے ساتھ اور جو حافظین ہوتے ہیں وہ تو بنو آدم کے ساتھ ہوتے ہیں وہ آسمان پر تو نہیں ہوتے۔"[1]

✱......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واضح موقف یہی ہے کہ ملائکہ سے مراد تمام فرشتے ہیں کوئی خاص فرشتے نہیں ہیں۔

ابن بزیزہ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو عصر کے وقت اور فجر کے وقت آتے ہیں، لیکن یہ اس وقت ہے جب ہم کہیں کہ حفظہ فرشتوں کے علاوہ دیگر فرشتے ہیں تو پھر یہی ہیں، یہی بات زیادہ واضح نظر آتی ہے اور ظاہر بھی یہی ہو رہا ہے کہ ان فرشتوں سے مراد وہی فرشتے ہیں جو نمازوں کے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں وہ زمین میں ہوں یا آسمان میں ہوں۔"[2]

---

[1] العراقی: طرح التثریب علی التقریب: 261/2

[2] ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری: 265/2

خاتمہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق کے ساتھ میں نے اس بحث کو مکمل کر لیا ہے جو ''جہری نمازوں میں مقتدیوں، امام اور منفرد کے آمین جہراً'' کہنے کے بارہ میں، میں نے لکھی ہے اور اس بحث کو لکھتے وقت جو نتائج میں نے حاصل کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

✱......حدیث اور فقہ وغیرہ کے نئے اور پرانے مصادر سے استفادہ کرنا۔

✱...... حدیث کے تمام مصادر سے حدیث کی تخریج کے فائدہ کی پہچان جن میں مختلف الفاظ اور متعدد سندوں سے مروی ہیں۔

✱......ان مسائل میں تقویہ حاصل ہوئی ہے جن کو ہم نے دوسری فصل میں بیان کیا ہے ان آثار کے ساتھ جن آثار کا تذکرہ ہم نے دوسری مبحث کی پہلی فصل میں کیا ہے۔

✱...... اور جہری نمازوں میں امام کا بلند آواز سے آمین کہنا اس مسئلہ میں راجح موقف ثابت ہوا ہے اور وہ ہے جہراً آمین کہنا نہ کہ سراً، اسی طرح ہی نبی اکرم ﷺ سے دلائل صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے۔

✱......مقتدیوں کا بلند آواز سے آمین کہنا، اس مسئلہ میں راجح موقف یہ ہے کہ مقتدی بلند آواز سے آمین کہے گا نہ کہ سری آواز سے، اس پر بڑے بڑے واضح دلائل ہیں اور آثار ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

✱......اور منفرد جہری نماز میں آمین بھی جہراً ہی کہے گا۔

✱...... اور لوگوں کے آمین کہنے کا موافق ہونا فرشتوں کے آمین کہنے سے اس موافقت سے مراد قولی اور زمانے میں موافقت ہے، کیونکہ ظاہر پر حکم لگانا آسان اور سہل ہے باطن پر حکم لگانے سے، کیونکہ باطن پر حکم لگانا انتہائی مشکل کام ہے۔

✱......مقتدیوں کے آمین کہنے کی جگہ کی تعیین کے حوالہ سے جو بات واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ امام اور مقتدیوں کا اکٹھا ایک ہی دفعہ آمین کہنا زیادہ راجح ہے تاکہ فرشتوں

کے ساتھ آمین کہنے میں موافقت حاصل ہو جائے اور اللہ کی رحمت کے ساتھ تمام کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے۔

* ...... اور فرشتوں سے مراد آسمان کے فرشتے ہیں کیونکہ جو حفاظت کرنے والے فرشتے ہوتے ہیں وہ آسمان پر نہیں ہوتے بلکہ وہ بنو آدم کے ساتھ زمین پر ہوتے ہیں اور یہی بات صریح حدیث میں موجود ہے۔:

اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ آمِیْنَ وَالْمَلَآئِکَۃُ فِی السَّمَآءِ۔ وفی روایۃ فَوَافَقَ قَوْلُہُ قَوْلَ اَھْلِ السَّمَآءِ۔

''جب تم میں سے کوئی ایک آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ موافق ہو گیا اس کا کہنا آسمان کے فرشتوں کے آمین کے ساتھ تو اس کے سارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔''

آخر میں مَیں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری اس حقیری کوشش وکاوش کے ساتھ تمام اہل اسلام کو فائدہ اور نفع پہنچائے اور اس کو اپنی رضا اور خوشنودی کے لیے خالص فرما لے۔

اور میں نے اپنی جتنی بھی جھود صرف کی ہیں وہ صرف اور صرف حق کو آشکارہ کرنے کے لیے کی ہیں، اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سائل وطلب گار ہوں وہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

کتبہ:

محمد مظفر بن فضل کریم الباکستانی

کلیۃ الحدیث یوم الثلاثاء 1412/11/12ھ

1996/5/15م

فہرس المصادر والمراجع

1۔القرآن الکریم

کتب التفسیر:

2۔تفسیر القرآن العظیم:

للإمام الحافظ اسماعیل بن کثیر الدمشقی 774ھ

دار المعرفۃ، بیروت لبنان، ط/الأولی 1407ھ

3۔الجامع لأحکام القرآن:

محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی 671ھ

دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ط/الأولی 1408ھ

کتب الحدیث وشروحھا:

4۔أوجز المسالک إلی مؤطأ مالک:

الشیخ زکریا الکاندھلوی

طبع فی مطابع الرشید، للمدینۃ للنورۃ، ط/الثانیۃ 1400ھ

5۔تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی:

الحافظ محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم للبارکفوری 1353ھ

دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، ط/الثالثۃ: 1404ھ

6۔الجامع الصحیح:

الإمام محمد بن عیسی الترمذی 279ھ

دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ط/الأولی 1408ھ

بتحقیق أحمد محمد شاکر

7۔السنن:

الإمام أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستانی

دار الحدیث، بیروت لبنان، ط / الأولی 1388ھ

اعداد و تعلیق: عزت عبید الدعاس

8۔السنن:

الإمام ابو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی 303ھ

شرکة مکتبه و مطبعة مصطفی البابی الحلبی و أولاده بمصر، ط / الأولی 1383ھ

مع زهر الربی للسیوطی

9۔السنن:

الإمام محمد بن یزید ابن ماجة القزوینی 275ھ

مطبعة دار إحیاء الکتب العربیة، عیسی فیصل البابی الحلبی

بتحقیق و ترقیم: محمد فواد عبد الباقی

10۔السنن الکبری:

الإمام أبو بکر أحمد بن الحسین البیهقی 458ھ

دار المعرفة، بیروت لبنان

فی ذیله: الجوهر النقی لابن الترکمانی

11۔السنن:

الإمام علی بن عمر الدارقطنی 385ھ

دار للعرفة، بیروت لبنان

فی ذیله: التعلیق المغنی علی الدارقطنی محمد شمس الحق العظیم آبادی

12۔السنن:

الإمام عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی 255ھ

دار الریان للتراث القاهرة، ط / الأولی 1407ھ

تحقیق و تخریج: فواز أحمد زمرلی و خالد السبع العلیمی

13۔ **سلسلة الأحاديث الصحيحة:**

الشيخ محمد ناصر الدين الألبانى

المكتب الإسلامى، بيروت لبنان، ط / الرابعة 1405ھ

14۔ **شرح السنة:**

الإمام الحسين بن مسعود البغوى 516ھ

المكتب الإسلامى، بيروت لبنان، ط / الثانية 1403ھ

بتحقيق: شعيب الأرنؤوط وزهير الشاويش

15۔ **شرح صحيح مسلم:**

الإمام أبى زكريا يحيىٰ بن شرف النووى 676ھ

المطبعة المصرية بالأزهر، ط / الأولى 1347ھ

16۔ **شرح الزرقانى على مؤطا مالك:**

محمد بن عبد الباقى الزرقانى المالكى

دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ط / الأولى 1411ھ

17۔ **الصحيح مع فتح البارى:**

الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى 256ھ

دار المعرفة، بيروت لبنان

18۔ **الصحيح مع شرح النووى:**

الإمام أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى 262ھ

المطبعة المصرية بالأزهر، ط / الأولى 1347ھ

19۔ **الصحيح:**

الإمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستى

مؤسسة الرسالة، بيروت لبنان، ط / الأولى 1408ھ

بتحقيق: شعيب الأرنوؤط مع الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان

20۔ الصحیح:

الإمام محمد بن إسحاق بن خزیمة السلمی النیسابوری

المکتب الإسلامی، بیروت لبنان

بتحقیق: الدکتور محمد مصطفی الأعظمی

21۔ عون المعبود شرح سنن أبی داود:

العلامة محمد شمس الحق العظیم آبادی

دار الفکر، بیروت لبنان، ط / الثالثة 1399ھ

22۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری:

الحافظ العلامة أحمد بن علی بن حجر العسقلانی 852ھ

دار المعرفة، بیروت لبنان

23۔ المسند:

الإمام الحجة أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی 241ھ

دار الفکر العربی وبهامشه منتخب کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال

24۔ المسند:

الإمام الحافظ سلیمان بن داود بن الجارود الفارسی البصری المعروف بأبی داود

الطیالسی المتوفی 204ھ

دار المعرفة، بیروت لبنان، مع الفهارس للأحادیث النبویة

25۔ المصنف:

الإمام الحافظ عبد الرزاق الصنعانی 211ھ

المکتب الإسلامی، بیروت لبنان، ط / الثانیة 1403ھ

بتحقیق: الشیخ حبیب الرحمن الأعظمی

26۔ المصنف:

الإمام عبد الله بن محمد بن أبی شیبة

ادارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، باکستان 1406ھ

27۔المعجم الکبیر:

الإمام الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی 360ھ

مطبعة الإمة م بغداد

تحقیق: حمدی عبدالمجید السلفی

کتب الفقہ:

28۔الإختیار لتعلیل المختار:

عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی

المطبعة المنیریة، ط /الأولی 1376ھ

بتحقیق: طه محمد زینی و محمد عبدالمنعم خفاجی

29۔أعلام الموقعین عن رب العالمین:

شمس الدین أبی عبداللہ محمد بن أبی بکر المعروف بابن القیم الجوزیة

دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ط /الأولی 1411ھ

ترتیب و تخریج آیاته: محمد عبدالسلام ابراهیم

30۔الأم:

الإمام الحجة أبو عبداللہ محمد بن إدریس الشافعی

الدار المصریة للتألیف و الترجمة

و هذه الطبعة مصورة عن طبعة بولاق 1341ھ

31۔الإقناع:

الإمام الحافظ محمد بن إبراهیم بن المنذر النیسابوری 318ھ،

مطابع الفرزدق التجاریة الریاض، للمملکة العربیة السعودیة، ط /الأولی 1408ھ

32۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق:

زین الدین بن نجیم الحنفی

دار المعرفة، بیروت لبنان، ط /الثانیة

33۔ بداية المجتهد ونهاية المقتصد:

الإمام القاضی محمد بن أحمد ابن رشد القرطبی للعروف بابن رشد الحفيد 595ھ

دار الكتب للصريه، يطلب من دار الكتب الإسلامية الجمهورية بعابدين، ط /الثانية 1403ھ

تعليق الأستاذ: عبد الحليم محمد عبد الحليم

34۔ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق:

العلامة عثمان بن علی الزيلعی الحنفی

دار المعرفة، بيروت لبنان، ط / الثانية

35۔ التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد:

الحافظ أبو عمر يوسف بن عبد الله ابن عبد البر النمری

مطبعة فضالة المحمدية وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المملكة العربية

بتحقيق: عبد الله بن الصديق

36۔ حاشية رد المختار على الدر المختار:

الشيخ محمد أمين الشهير بابن عابدين

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی وأولاده بمصر، ط / الثانية

37۔ روضة الطالبين:

الإمام أبی زكريا يحيی بن شرف النووی

المكتب الإسلامی، بيروت لبنان

38۔ الروضة الندية شرح الدر البهية:

العلامة أبو الطيب صديق بن حسن بن علی القنوجی البخاری

المكتبة العصرية، حسدا، بيروت، ط / 1407ھ

بتحقيق: عبد الله بن إبراهيم الأنصاری

39۔ الروض الندی شرح كافی المبتدی:

أحمد بن عبد الله البعلی

المطبعة السلفية ومكتبتها

40۔الروض المربع بشرح زاد المستقنع:

العلامة منصور بن یونس البهوتی

دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ط / السابعة

41۔السراج الوهاج شرح متن المنهاج:

العلامة محمد الزهری الغمراوی

دار المعرفة، بیروت لبنان

42۔سبل السلام شرح بلوغ المرام:

العلامة محمد بن إسماعیل الأمیر الیمنی الصنعانی

دار الریان للتراث القاهرة و دار الکتاب العربی بیروت، ط / الرابعة 1407ھ

التصحیح و التعلیق و التخریج: فواز أحمد زمرلی و إبراهیم محمد الجمل

43۔شرح العنایة علی الهدایة مطبع مع شرح فتح القدیر:

محمد بن محمود الباجرتی

دار الفکر، بیروت لبنان، ط / الثانیة

44۔شرح فتح القدیر علی الهدایة:

محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الهمام الحنفی 681ھ

دار الفکر، بیروت لبنان، ط / الثانیة

و معه شرح العنایة علی الهدایة

45۔الفقه الإسلامی و أدلته:

الدکتور وهبة الزحیلی

دار الفکر، دمشق، ط / الثالثة 1409ھ

46۔کتاب الفروع:

أبو عبد الله محمد بن مفلح المقدسی

دار المصر للطباعة، ط / الثانیة 1379ھ

47۔ المبدع فی شرح المقنع:

أبو إسحاق إبراهيم بن محمد المؤرخ الحنبلی

المكتب الإسلامی، دمشق 1394ھ

48۔ المحلی بالآثار:

أبو محمد علی بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسی

دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ط/1408ھ

49۔ مسائل الإمام أحمد بن حنبل:

(برواية ابنه عبدالله) التحقيق ولدراسه: علی سليمان للهنا

مكتبة الدار بالمدينة للنورة، ط/الأولی 1406ھ

50۔ مطالب أولی النهی فی شرح غاية المنتهی:

مصطفی السيوطی الرحيبانی

منشورات للكتب الإسلامی، ط/الأولی 1380ھ

51۔ المغنی:

أبو محمد عبدالله بن أحمد بن محمد ابن قدامة 620ھ

مطبعة الفجالة الجديدة، الناشر مكتبة القاهرة، مصر

52۔ مغنی المحتاج إلی الفاظ المنهاج:

محمد التريبتی الخطيب

شركة مكتبة و مطبعة مصطفی البابی الحلبی و اولاده بمصر

53۔ المقنع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل:

ابن قدامة المقدسی 620ھ

المطبعة السلفية و مكتبتها

54۔ نيل الأوطار شرح منتقی الأخبار:

الإمام محمد بن علی بن محمد الشوكانی

شركة مكتبة و مطبعة مصطفی البابی الحلبی و أولاده بمصر، ط/الأخيرة

55۔ الهداية شرح بداية المبتدى مع شرح فتح القدير:

الشيخ على بن أبى بكر المرغينانى

دار الفكر، بيروت لبنان، ط / الثانية

كتب أسماء الرجال:

56۔ الإصابة فى تمييز الصحابة:

الحافظ العلامة أحمد بن على بن حجر العسقلانى 852ھ

دار الفكر، بيروت لبنان، ط / 1398ھ

وبهامشه الاستيعاب فى أسماء الأصحاب / لابن عبد البر

57۔ تاريخ بغداد:

الحافظ أبو بكر أحمد بن على الخطيب البغدادى

دار الكتاب العربى، بيروت لبنان

58۔ تذكرة الحفاظ:

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد الذهبى 748ھ

دار الفكر العربى

59۔ تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس:

الحافظ العلامة ابن حجر العسقلانى 852ھ

دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ط / الأولى 1405ھ

بتحقيق: د / عبد الغفار وسليمان البندارى ومحمد أحمد عبد العزيز

60۔ تقريب التهذيب:

الحافظ العلامة ابن حجر العسقلانى

دار الرشيد، سوريا حلب، ط / الأولى 1406ھ

تقديم: محمد عوامة

61۔ تهذيب التهذيب:

الحافظ العلامة ابن حجر العسقلانى

مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية، الكائنه فی الهند
حیدر آباد الدکن، ط/الأولی 1325ھ

62۔ **الثقات:**

الإمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستی
دائرة المعارف العثمانية، حیدر آباد الدکن، الهند، ط/الأولی 1398ھ

63۔ **سیر أعلام النبلاء:**

الحافظ العلامة محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی 748ھ
مؤسسة الرسالة، بیروت لبنان

64۔ **طرح التثريب فی شرح التقريب:**

الإمام أبو الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقی 806ھ
و ولده: الحافظ ابو زرعة العراقی 826ھ
دار احياء التراث العربی، بیروت لبنان
الناشر: دار المعارف، سوريا حلب

65۔ **الكاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة:**

الإمام الذهبی
دار الكتب العلمية، بیروت لبنان، ط /الأولی 1403ھ

66۔ **الكواكب النيرات فی معرفة من اختلط من الرواة الثقات:**

المعروف بابن الكيال، ابو البركات محمد بن أحمد 939ھ
دار المعأون للتراث، دمشق بیروت، ط/الأولی 1401ھ
تحقيق: عبد القيوم عبد رب النبی

67۔ **ميزان الإعتدال فی نقد الرجال**

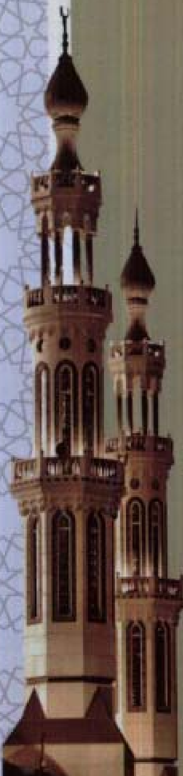
الإمام الذهبی
دار المعرفة، بیروت لبنان
بتحقيق: علی محمد البجاوی





القول الأمین فی الجہر بالتامین

نماز میں اُونچی آواز سے آمین کہنا



دارُالخلود

محلہ سلامت پورہ لائن پار کامونکی ضلع گوجرانوالہ